شہید مرتضیٰ مطہری کی برسی اور یوم معلم کی مناسبت سے خصوصی اشاعت

شہید مطہری معلّم، مصلح و مفکرِ زمان

اہتمام اشاعت

انما پبلشرز پاکستان

مطہری، طہارت روح

میں نے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو کھویا ہے، لیکن مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اسلام کے دامن میں اتنے عظیم اور بہادر جوان کل بھی موجود تھے اور آج بھی ہیں۔ قوت بیان، طہارت روح اور ایمان کی طاقت میں مطہری کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن برا چاہنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے اس دنیا سے چلے جانے سے ان کی اسلامی اور فلسفی شخصیت ختم نہیں ہو جائے گی۔

امام خمینی رح

شہید مرتضیٰ مطہری اور اسلام محمدی کا دفاع

شہید مرتضیٰ مطہری کا اس زمانے میں ہنر یہ تھا کہ اجتہادی قوت، انصاف اور علمی ادب کے ساتھ چاہے نقلی علوم (تاریخی و روایی علوم) کا میدان ہو یا عقلی علوم کا میدان ہو، وسط میدان کھڑے رہے، ان افکار کا سامنا کیا اور جو اسلامی تفکر تھا اسے واضح، خالص اور بغیر کسی ملاوٹ کے سامنے رکھ دیا۔

ولی امر مسلمین سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ

فہرست مطالب :

اداریہ : شہید مطہری کے آثار وافکار سے آشنائی کی ضرورت

امام خمینیؒ کی نظر میں استاد کا مقام اور ذمہ داری

یومِ معلم شہید آیت اللہ مرتضیٰ مطہری

شہید مطہری امام خمینی کی نگاہ میں

شہید مطہری، رہبر انقلاب کی نظر میں

فیلسوف، علامہ، مفکر، حکیم استاد شہید مرتضی مطہری کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر

شخصیت شہید مطہری وافکار و خصوصیات اور اثرات

شہید مرتضی مطہری کی جامع علمی شخصیت

شہید مطہری کی شخصیت وافکار کے چند گوشے

شہید مطہری کی خدمات کا مختصر جائزہ

شہید مطہری کی فکری، علمی وسماجی خدمات

شہید مطہری کی چار نمایاں خصوصیات

شہید مطہری کی نگاہ میں مسلمانوں کا زوال کیوں اور کیسے ؟

تحریف کے علل واسباب اور نقصانات شہید مطہری کی نگاہ میں

عدالت شہید مطہری کی نگاہ میں

مسلمانوں کی پسماندگی کے عوامل شہید مرتضی مطہری کی نگاہ میں

شہید مرتضیٰ مطہری کی نظر میں حق اور باطل

اسلام میں خواتین، شہید مطہری کی نظر میں

اداریہ

شہید مطہری کے آثار وافکار سے آشنائی کی ضرورت

علمی، فکری اور دینی شخصیات سے منسوب ایام ان کی شخصیت، افکاور اور خدمات سے آگاہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ متاسفانہ ان مناسبات کی اصل روح اور مقصد پر توجہ دیئے بغیر صرف رسمی طور پر یہ ایام گزر جاتے ہیں۔

عصر حاضر کے جن مفکرین نے انسانیت اور اسلامی معاشرہ کے لیے درپیش مشکلات و مسائل کا حل پیش کیا ہے ان کے بارے میں خصوصی اہتمام کے ساتھ افکار وخدمات سے آگاہی ہمارے مسائل کے حل کے لئے کارآمد و مفید ہے۔

شہید مطہری عصر حاضر کی ان بے مثال شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی فکر، ابلاغ دین اور اشاعت کے حوالے سے گرانقدر خدامت انجام دی ہیں جو آج کی ہماری نئی نسل، جوانوں اور معاشرہ کے لئے انتہائی سودمند ہیں۔

شہید مطہری کی شخصیت وافکار کے مختلف پہلووں کے بارے میں تحقیق وجستجو مختلف فکری، معاشرتی، اجتماعی، سیاسی اور دیگر اسلامی مسائل کو حل کرنے کے لئے لازم ہے۔ تاکہ اسلام کے حوالے سے آج کے شبہات اور اشکالات کا منطقی اور صحیح جواب مل سکیں۔

آپ نے فکری، عقیدتی، تاریخی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی ابعاد کا قرآن، سنت، فقہ کی روشنی میں ابحاث پیش کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام خمینی نے آپ کے تمام آثار کو مفید اور رہبر انقلاب نے آپ کے افکار کو انقلاب اسلامی کی بنیاد اور فہم اسلام کا ایک مکمل نصاب قرار دیا ہے۔

آپ کے افکار پر علمی و تحقیقی انداز میں کام کی اشد ضرورت ہے۔ جو اکہ اہل علم و تحقیق کا کام ہے۔ ہم نے ان کی برسی کے موقع پر مضامین ومقالات کے لئے اہل قلم سے گزارش کی تھی۔ اور مختصر وقت میں کافی مقالات جمع ہوئے جو کہ افکار مطہری سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم وفکر کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

امید ہے یہ مجموعہ مقالات شہید والا مقام کی زندگی، شخصیت، خصوصیات، افکار اور آثار کی شناخت میں ابتدائی قدم اور مزید اس سلسلے میں مطالعہ اور تحقیق و جستجو کی جانب ایک رہنمائی ثابت ہو۔

مجموعہ مقالات میں شہید کی زندگی، علمی خدمات، ذاتی اوصاد، علمی جدوجہد کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھائے گئے ہیں۔ ہم ان تمام اہل قلم کے شکر گزار ہیں۔

ساتھ ہی یہ مضامین حوزہ نیوز، وفاق ٹائمز، این ایچ نیوز اور اردو لائبریری میں شہید کی برسی کی مناسبت سے سلسلہ وار شائع ہو چکے ہیں۔ ہم ان تمام سائٹس کے مسؤلین کے بھی مشکور و ممنون ہیں جنہوں نے اس عظیم شہید و مفکر زمان کے افکار کی اشاعت میں بھرپور تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین مبین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرئے۔ اور شہید مطہری کے درجات کو بلند اور جنت الفردوس میں ائمہ طاہرین کے ساتھ محشور فرما۔

سکندر علی بہشتی

حوزہ علمیہ قم

۱۔ شوال ۱۴۴۳

امام خمینیؒ کی نظر میں استاد کا مقام اور ذمہ داری

معلم کا پیشہ انبیاء کا پیشہ ہے

معاشرے میں معلم کا کردار وہی ہے جو انبیاء کا ہے انبیاء انسانیت کے معلم بھی ہیں اس کا کردار بہت حساس اور اہم ہے اور ذمہ داری بھی اتنا ہی سنگین ہے جو بنیادی طور پر تربیت ہی کی ذمہ داری ہے اور ''اخراج من الظلمات الی النور'' سے مراد یہی ہے آیہ شریفہ ''اللہ ولی الذین آمنوا یخرجونہم من الظلمات الی النور'' میں معلم ہی کے عہدے کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اس عہد کی نسبت اپنی طرف دے رہا ہے۔

یعنی خدائے تبارک و تعالیٰ مومنین کا ولی ہے اور انہیں ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے پہلا معلم خدائے تبارک و تعالیٰ ہے کہ جو لوگوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے اور انبیاء وحی کے وسیلے سے لوگوں کو نورانیت کی طرف بلاتا ہے یعنی انسان کو کمال، عشق اور محبت کرنے والے مراتب کمال کی طرف دعوت دیتا ہے اس کے بعد انبیاء کا مرتبہ ہے کہ جو اسی الٰہی مکتب کو پھیلاتے ہیں ان کا پیشہ بھی تعلیم دینا ہے۔

انبیا، بشر کے معلم ہیں ان کا بھی پیشہ یہی ہے کہ وہ لوگوں کی تربیت کریں تاکہ وہ مقام حیوانیت سے نکل کر مقام انسانیت تک پہنچ جائے۔

(آئین انقلاب اسلامی ص ۳۳۶۔۳۳۷)

تربیت میں معلم کا کردار

معلّم ایک ایسا امانت دار ہے کہ دوسری تمام امانتوں کے علاوہ وہ انسان بھی اس کے پاس امانت ہے ۔ اگر کوئی دوسری امانتوں کے ساتھ خیانت کرے ۔ تو اس نے ایک غلط کام کیا ہے ۔ اگر اس کے پاس امانت کے طور پر موجود قالین ضائع ہوجائے تو معاشرے کے لئے کوئی مشکل کھڑی نہیں ہوگی (یہاں پر) ایک شخص نے نقصان کیا ہے ، اسی کو اس کی تلافی بھی کرنا ہے لیکن اگر کسی کے پاس انسان امانت کے طور پر موجود ہو ، اگر ایک قابل تربیت بچہ اس کے پاس امانت کے طور پر لایا جائے تو اگر خدانخواستہ وہ اس امانت میں خیانت کریں تو ایک روز معلوم ہوگا کہ یہ ایک قوم کے ساتھ خیانت تھی ، ایک معاشرے کے ساتھ خیانت تھی ، اسلام کے ساتھ خیانت تھی ۔ پس یہ پیشہ جہاں بہت مقدس اور قابل قدر ہے کیونکہ یہ انبیاء ہی کا پیشہ ہیں جو انسان کی تربیت کے لئے آئے وہاں اس کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے جیسا کہ انبیاء پر بہت بھاری تھی ۔

آپ حضرات کو اس نقطہ پر بہت زیادہ توجہ کرنا چاہیئے کہ آپ کوئی عام انسان نہیں ہیں اگر فرض کرے کسی ادارے میں کوئی ایک شخص غلط کام کرتا ہے کسی وزارت میں اگر کوئی غلط کام انجام دیتا ہے تو اس ادارے یا وزارت میں انجام پانے والے غلط کام اور تعلیم و تربیت کے مراکز میں غلط کام کے درمیان بہت فرق ہے اگر کوئی کسی وزارت میں کوئی غلط کام اور خلاف کام کرے تو ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے پورے ملک کا نظام درہم برہم ہوجائے مگر یہ کہ اتفاقیہ طور پر ایسا ہوجائے ۔

لیکن اگر تعلیم و تربیت کے مراکز سے کوئی بچہ خراب ہوجائے ، اس کی تربیت شیطانی یا استکباری اخلاق کے مطابق ہو تو اس بات کا امکان ہے کہ یہ بچہ اسی استکباری اور شیطانی اخلاق کی وجہ سے پورے ملک کو تباہ کردے اور بہت زیادہ انسانوں کو برباد کرنے کا موجب بن جائیں ۔

آپ حضرات جو اس عظیم پیشے کو اپنائے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ان خوبیوں میں بھی شریک ہیں اور برائیوں میں بھی کبھی آپ شریک جرم ہیں ، تو کبھی اس نورانیت میں شریک ہیں کہ جسے آپ نے وجود بخشا ہے آپ کو بہت زیادہ اس بات پر توجہ رہنا چاہیئے کہ آپ کا تعلق معمولی افراد سے نہیں ہے ۔

(آئین انقلاب اسلامی

یومِ معلم شہید آیت اللہ مرتضیٰ مطہری

شخصیت کی جامع تعریف کرنا مشکل کام ہے، مگر چند خوبیوں کے پیش نظر ہم کسی حد تک شخصیت کے تمام اچھے پہلوؤں کا احاطہ کرسکتے ہیں۔ کسی شخصیت کی قدر و قیمت جاننے کے لیئے اس کی باطنی اور ظاہری دونوں خوبیوں کا جائزہ لینے کے ساتھ اس کی ملت کے لیئے دی گئی قربانیاں دیکھی جائیں گی۔ ایسی ہی عظیم شخصیات میں سے ایک شہید آیت اللہ مرتضیٰ مطہری (رہ) ہیں۔

چودہویں صدی کے شیعہ فقیہ، فلسفی، متفکر، قلم کار اور علامہ طباطبائی اور امام خمینی رضوان للہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اپنے دور میں موثر ترین شیعہ علماء میں شمار ہوتا تھا و شہید نے غیر اسلامی تفکرات سے جوانوں کو دور رکھنے میں نہایت ہی اہم کردار ادا کیا۔

شہید آیت اللہ مرتضیٰ مطہری کو امام خمینی (رہ) نے اپنا بیٹا کہا اور ایک پھل دار درخت کے نام سے یاد کیا امام (رہ) نے فرمایا کہ: یہ ان ستاروں میں سے ایک ہے، جو عمل کو ایمان، اخلاق کو عرفان، برہان کو قرآن، علم کو حکمت اور اپنی شہادت سے سماج کی ہدایت اور تاریکیوں کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے سماج کے لیے مشعل راہ تھا، جو ایک چراغ کی طرح جلتا رہا اور اپنے چاہنے والوں کو اپنے نور کی کرنوں سے منور کرتا رہے۔ بانی انقلاب امام خمینی رضوان اللہ وہی بزرگ ہستی ہیں، جو شہید مطہری کو اپنی عمر کا نچوڑ اور ماحصل سمجھتے ہیں اور اپنے جگر کا ٹکڑا کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بہت ہی عزیز بیٹے کو کھو دیا ہے اور اس کے سوگ میں بیٹھا ہوا ہوں، وہ ان ہستیوں میں سے ایک تھے، جو میری عمر کا حاصل ہیں، اس باوقار بیٹے کی شہادت سے عالم اسلام میں ایسا خلاء پیدا ہوگیا ہے کہ جس کو کوئی بھی چیز پر نہیں کرسکتی۔

شہید مطہری (رہ) کا علمی اثاثہ مختلف آثار کی شکل میں موجود ہے، ان کی لکھی گئی کتب، تحاریر اور مجموعہ تقاریر آج بھی ملت کے ہر فرد کے کے لئے رہنماء اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، خصوصاً جوانوں کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ شہید کی فکر اور شخصیت سے ہمارے جوان اسلام ناب کی حقیقی تصویر اخذ کرسکتے ہیں، کیونکہ شہید مطہری (رہ) نے اپنی ساری زندگی قرآن مجید اور تعلیمات محمد و آل محمد سے حقیقی اسلام کی نا صرف خود پہچان کی بلکہ پوری دنیا اور عالم اسلام کو اس سے مستفید فرمایا و جوان کے آثار کی شکل میں موجود ہے۔ جب یکم مئی ۱۹۷۹ء کو آیت اللہ استاد شہید مرتضیٰ مطہری (رہ) کو شہید کیا گیا، امام خمینی (رہ) نے فرمایا:

نہایت ہی افسوس ہے کہ ظالموں اور جنا یتکاروں نے اس عظیم شخصیت کو دینی معاشرہ اور دینی حوزوں سے چھین لیا۔ مطہری میرے لیے عزیز بیٹے کی حیثیت رکھتے تھے اور حوزہ علمیہ اور ملک کے لیے ایک نہایت ہی دردمند اور مخلص نیز مفید پشت پناہ تھے.

ان کی شہادت کے روز کو یومِ معلم کے طور پر منایا جاتا ہے اور اہل علم افراد نے آپکو استاد کے لقب سے ہمیشہ یاد کیا ہے۔ شہید مطہری منحرف تحریکوں کے خلاف سرگرم تھے، بعض گروہ مانند مجاہدین خلق شہید کے نظریات کے مخالف تھے۔ آخری سالوں میں فرقان نامی ایک اور گروہ سرگرم عمل ہوا، جو شہید مطہری جیسوں کو اپنے اہداف کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تصور کرتا تھا، جب آپ کے علمی دلائل اور افکار کا مقابلہ نہ کرسکے تو اس گروہ نے آپ کو شہید کردیا۔ امام خمینی (رہ) نے آپ کی شہادت کے بعد فرمایا کہ:

میں نے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو کھویا ہے، لیکن مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اسلام کے دامن میں اتنے عظیم اور بہادر جوان کل بھی موجود تھے اور آج بھی ہیں۔ قوت بیان، طہارت روح اور ایمان کی طاقت میں مطہری کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن برا چاہنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے اس دنیا سے چلے جانے سے ان کی اسلامی اور فلسفی شخصیت ختم نہیں ہو جائے گی۔

بشکریہ: اسلام ٹائمز

تحریر: سید شکیل بخاری ایڈووکیٹ

شہید مطہری امام خمینی کی نگاہ میں

انسانی تاریخ میں بہت سے نظریاتی شخصیات منصہ شہود پر ابھرے جن کے افکار کو مورخین نے سنہرے حروف میں قلم بند کر کے آنے والی نسل کی رہبری کے لئے محفوظ کرلیا۔ ان شخصیات میں سے ایک ممتاز اور چمکتا ہوا ستارہ شہید مرتضی مطہری ہیں جنہوں نے قدامت پسندانہ اسلام سے یکسر مختلف عملی زندگی میں قابل نفاذ اسلام کا روشن چہرہ تحریری و تقریری قالب میں ڈھال کر اپنے ہم عصر فقہا و علماء اور اساتذہ سے داد تحسین وصول کیا۔ شہی د کے معترفین میں ایک نمایاں شخصیت خود رہبر کبیر روح اللہ موسوی خمینی ہیں جو شہید کو پر ثمر درخت اور فرزند عزیز جیسے القابات سے پکارتے تھے۔ عظیم مفکر، فلسفی استاد شہید مرتضی مطہری رح کے بارے میں امام خمینی رح کے کچھ اقوال قلمبند کر کے علم کے متلاشیوں کو اس شہید مفکر کی پاک روح سے آشنا کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

١۔ شہید مطہری علم و تہذیب کا نمونہ :

شہید مطہری جو علمی میدان میں علوم و معارف کا ایک خزانہ ہیں، اسی طرح اخلاقی میدان میں بھی وہ مہذب نفس کے ساتھ خودسازی، تعبد و بندگی کی روح اور دینی حدود کی پاسداری بھی رکھتے تھے۔ وہ پیغمبر ص کے حقیقی اور سچے پیروکار کی صورت میں حوزہ اور یونیورسٹیوں دونوں کے طلاب کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ امام خمینی نے ان کے بارے میں فرمایا :

"آپ برادران اور خواہران کہ جو اس مدرسہ "مدرسہ عالی شہید مطہری" میں زیر تعلیم ہیں۔ اپنے برنامہ کو ایسے بنائیں کہ آپ میں سے بہت سارے مطہری یا کم سے کم ایک مطہری بن سکیں۔ حوزات اور یونیورسٹیوں میں اخلاقی اور تہذیبی نظام ہو، تاکہ مرحوم مطہری جیسے افراد بن کر معاشرہ کے کام آسکیں"۔ (١)

٢. شہید شجرہ طیبہ :

قرآن کریم نے حق، ایمان اور حقیقت جو مومن کو شجرہ طیبہ اور باطل، کفر اور حق ستیز کافر کو شجرہ خبیثہ سے تشبیہ دی ہے۔ امام خمینی نے ان کو پر ثمر درخت کے ساتھ تشبیہ دی، جس کو قرآن میں شجرہ طیبہ کے عنوان سے یاد کیا ہے۔ امام خمینی فرماتے ہیں :

"مجھے امید تھی کہ اس پر ثمر درخت سے، علم و ایمان کے وہ میوے حاصل کیئے جائیں جو بڑے دانشمند پیدا کر سکیں، لیکن افسوس کہ جنا یتکاروں نے مہلت نہیں دی، اور ہمارے پیارے جوانوں کو اس درخت کے پاک و طیب میوہ سے محروم کیا"۔ (۲)

یہ افسوس کی بات ہے کہ خیانتکاروں کے ہاتھوں، حوزات علمی و اسلامی اس ثمر بخش درخت سے محروم ہوئے۔ مطہری میرے عزیز بیٹے اور حوزات دینی اور علمی کے لیے مضبوط معاون اور ملک و ملت کے لیے ایک مفید خدمت گزار تھے۔ (۳)

۳۔ جسم کا ٹکڑا :

امام خمینی اور شہید مطہری کے تحریروں اور گفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو شخصیات کے درمیان کتنا وسیع اور گہرا رابطہ تھا، اور جو ایک دوسرے کے بارے فرماتے یا لکھتے تھے وہ صرف زبان سے نہیں تھا بلکہ وہ ایک دوسرے کی معرفت اور شناخت کی بناء پر تھا۔ شہید مطہری امام خمینی کو جانِ جاناں، پہلوانوں کے پہلوان، ایک عالیقدر استاد اور حسنہ الٰہی سمجھتے تھے۔ امام خمینی شہید کے بارے میں فرماتے ہیں :

"میں اپنے ایسے عزیز فرزند سے محروم ہوگیا، ایسے فرد کے غم میں بیٹھا ہوں جو میری پوری زندگی کا نتیجہ اور حاصل تھا، اس فرزند اور عالمِ جاودان کی شہادت کے باعث اسلام میں ایک ایسا شگاف اور خلا واقع ہوا کہ جس کی جگہ کوئی اور چیز نہیں لی سکتی"۔ (۴)

"اگرچہ میں نے اپنے عزیز فرزند اور پارہ تن کو کھو دیا، لیکن مجھے افتخار ہے کہ اسلام میں ایسا فداکار فرزند تھا، مطہری روح کی پاکیزگی، ایمان کی قوت اور قدرتِ بیان میں بے نظیر تھے، وہ چلے گئے اور پرواز کر گئے۔ لیکن دشمن یہ جان لے کہ اس کے چلے جانے سے شہید کی علمی، اسلامی اور فلسفی شخصیت ہمیشہ باقی رہے گی۔"(۵)

بہت سارے لوگ اپنے بعد کچھ قلمی آثار چھوڑ جاتے ہیں، لیکن ان کے وہ تمام آثار مفید اور سودمند ہوں شک و تردید ہے، بعض اوقات ان آثار کے منفی اور نا مطلوب اثرات بھی ہوتے ہیں لیکن اس قانون کلی سے کچھ مستثنیات بھی پائے جاتے ہیں، اور وہ

یہ کہ امام خمینی کہ جو مکتب امام صادق ع کے شاگرد ہیں کہ جو واقعی میں حق و باطل کی پہچان رکھتے تھے، امام خمینی شہید مطہری کے بارے میں فرماتے ہیں :

"شہید مطہری کی سالروز شہادت ہے کہ جو کم عمری میں ہمیشہ رہنے والے آثار بطور یادگاری چھوڑ گئے، وہ بیدار ضمیر کی کرن، مکتب اہلبیت سے روح سرشار تھی، انہوں نے اپنے روان قلم اور مظبوط فکر سے مسائل اسلامی کی تحلیل اور فلسفی حقائق کی توضیح کو عامیانہ زبان میں جامعہ کی تعلیم و تربیت کی۔"(٦)

"شہید کے علاوہ میری نظر میں ایسا کوئی فرد نہیں جس کے آثار کے متعلق میں یہ کہوں کہ وہ آثار بغیر استثناء اچھے، انسان ساز ہیں، آپ نے ملک کے لئے بہت سی خدمات انجام دی، انہوں اس مشکل دور میں جس دور میں دم گھٹ رہا تھا، بہت بڑی خدمت کی ہے"(٧)

۴. امام خمینی کی آرزو

شہید مطہری، ان کے آثار، اور انکی علمی و عملی شایستگی کے متعلق جو امام خمینی کی دقیق اور دیرینہ شناخت تھی، اس لئے اامام کی آرزو تھی کہ شہید مطہری جمہوری اسلامی کے دور میں بھی ہوتے، تاکہ لوگ ان کے وجود سے فیض حاصل کرتے، جیسے کہ شہید صدوقی کہتے تھے : امام خمینی کا وہ جملہ جو انہوں نے شہید کے بارے میں کہا تھا، کبھی نہیں بھولوں گا، امام فرماتے تھے :

"میری آرزو تھی کہ مطہری زندہ ہوتے، اور جمہوری اسلامی کے دور میں، ایران کے معاشرہ اور مسلمان برادران ان کے وجود سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرتے"۔(٨)

۵۔ حاصل عمر

یقینا ایک شاگرد کے لئے اس سے بڑی کیا بات ہو سکتی ہے کہ خود استاد اس کی مدح وثنا میں رطب اللسان ہو امام خمینی اپنے شاگرد رشید کے بارے میں فرماتے ہیں میں اپنے عزیز فرزند سے محروم ہوگیا ایسے فرزند کے غم میں بیٹھا ہوں جو میری پوری زندگی کا حاصل شدہ نتیجہ تھا اس فرزند کی شہادت کے باعث اسلام میں ایک ایسا خلا واقع ہوا ہے کہ جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا۔

نتیجہ :

آخر میں اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی کہ جو تحصیل علم میں قدم بڑھانا چاہتے ہیں، جو صحیح اور عقاید حقہ کو خرافاتی عقائد سے متمایز کرنا چاہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ اس شخصیت والامقام کے آثار سے استفادہ کریں۔ کیونکہ شہید عرفان و حکمت، کلام و فقاہت، دین و سیاست کے آسمان کا ایک درخشندہ اورچمکتا ہوا ستارہ ہے۔ جو مشعل امام صادق ع کے مکتب میں روشن ہوجائے، وہ کبھی بجھتی نہیں۔ علم و ایمان کے ہتھیار اور شہادت کا لبادہ اوڑھ کر قرآن کی حفاظت کے لیے انسانی کوششوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اِنہی صفات کے مالک شہید مرتضی مطہری بھی تھے۔

حوالہ جات :

١. صحیفہ امام، ج ١۴، ص ١٦٨-١٦٩.

٢. صحیفہ امام، ج ١۴، ص ٣٢۵.

٣. صحیفہ امام، ج ٣، ص ١٨٧۔

۴. صحیفہ امام، ج ٧، ص ١٧٨.

۵. صحیفہ امام، ج ٧، ص ١٧٨.

٦. صحیفہ امام، ج ١۴، ص ٣٢۵.

٧. صحیفہ امام، ج ١٦، ص ٢۴٢.

٨. صحیفہ امام، ج ٢، ص ١٦

تحریر : شکیلہ بتول

شہید مطہری، رہبر انقلاب کی نظر میں

شہید مطہری کی شخصیت، افکار اور خدمات پر مختلف علما و مفکرین نے اظہار خیال کیا ہے۔ جن میں سے ایک اہم شخصیت خود رہبر انقلاب ہے۔ اس تحریر می شہید مطہری کے بارے میں رہبر کے بعض فرامین پیش ہوں گے۔

رہبر معظم انقلاب، شہید مطہری کے بارے میں فرماتے ہیں:

میں مکمل یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ انقلاب اسلامی اور نظام اسلامی کا عمدہ ترین حصہ اس شہید کے تفکرات سے وابستہ ہے وہ تفکرات، بنیاد اور اساس اسلام ہے۔

رہبر انقلاب معتقد ہے کہ: شہید مطہری ان افراد میں سے ایک ہیں۔ جس نے اسلامی فکر کو احیاء کرنے میں زیادہ کردار دا ا کیا۔ اور اس تفکر کو تعارف کرنے والے علم برداروں میں سے ہے۔ شہید مطہری ایک جامع شخصیت تھی جس کے مختلف پہلو تھے۔ عالم ہونے کے ناطے ایک عالم مبارز، فقیہ، فلسفی، یونیورسٹی کا استاد، بہترین مولف، خطیب توانا، مصلح اجتماعی، فکری، سیاسی اور انقلابی لحاظ سے بھی جامع صفات کے حامل تھا۔ اور اسلامی تفکر کو بہترین طریقے سے لوگوں اور نسل جوان کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق سمجھانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

شہید نے مدارس اور یونیورسٹی کے درمیان جو خلیج تھا اس کو پر کردیا آپ نے اس نظریہ کہ (سکول اور کالج سے مدرسہ کا کوئی وابستہ نہیں) کو مکمل طور پر رد کیا اور عملی طور پر دونوں کے درمیان رابطہ ایجاد کیا اور نسل جوان کو اس طریقے سے جلب کیا۔ مغرب نے علما کے بارے میں جو زہر اگلا ہوا تھا کہ یہ لوگ مفت خور ہے کسی چیز کے بارے میں علم نہیں رکھتے ان تمام شبھادت کا ازالہ کیا۔

عبادت اور معنویت کے ساتھ اس حد تک محبت تھی۔ اشعار عرفانی اور معنوی دیوان حافظ سے متاثر ہوئے، اور قرآن کے ساتھ زیادہ مانوس تھے۔ ہر رات کو جب تک کچھ مقدار قرآن کی تلاوت نہ کرئے، سوتے نہیں تھے، رات کو اکثر اوقات عبادت کے لئے بیدار رہتے نماز تہجد کو اس حال میں پڑھتے تھے۔ ایک رات وہ ہمارے ہاں مہمان ٹھہرے۔ نصف رات کو بلند بلند گریہ کرنے

کی آواز آئی۔ ہمارے بچے خواب سے بیدار ہوئے۔ معلوم ہوا کہ شہید مطہری نماز شب میں گریہ کر رہے ہیں۔ امام خمینی کو آپ پر مکمل طور پر اطمنان اور اعتماد تھا چونکہ وہ ملک کے تمام مسائل پر نگاہ رکھتے تھے اور شہید کے برجستہ ترین اوصاف میں سے ایک قاطعیت اور اپنے موقف پر ڈٹے رہنا تھا۔

انقلاب کے اوائل میں جب لیبر لزم عروج پر تھا ان کے مقابلہ میں محکم طریقے سے شہید مطہری اور شہید بہشتی قائم رہے۔ شہید، امام کے بہترین شاگردوں میں سے تھے۔ جس نے امام کو مکمل طور پر پہچانا اور اپ کا ساتھ دیا۔

شہید مطہری گذشتہ زمانے حال اور آئندہ کے لیے ایک بہت بڑا معلم ہے۔ ایک مفکر جو دین کا فہم رکھنے والا، با اخلاص اور اب سے محنتی فرد تھے۔ معلم کے تمام معانی خوبصورت ترین شکل میں اس انقلابی شخصیت کے اندر جلوہ گر تھے۔

رہبر انقلاب حوزہ علمیہ کے درسی نظام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہمارے عزیز جوان حضرات، شہید مطہری کے آثار سے آشنا ہو جائیں، اگر حوزہ علمیہ قم کے دروس کے نصاب بنانا چاہے، تو بلاشک ان میں سے نصاب میں شہید مطہری کی کتابوں کو قرار دینا چاہیے کہ جس میں ان کو پڑھایا جائے، اس کا خلاصہ لکھیں اور اس سے امتحان لیا جائے۔ صرف اس حد تک متوقف نہیں ہونا چاہئے۔ شہید مطہری کے بارے میں اس حد تک گفتگو کرنے کا مقام ہے جتنا لکھیں، جتنا جمع آوری کریں کم بھی نہیں ہوتا تکرار بھی نہیں ہے اپنے بنی کو شہید مطہری کے بنی پر قرار دے دیں۔ اور اپنے کاموں کی بنیاد اسی پر رکھیں۔

شہید مطہری کیوں کامیاب ہوئے اور ان کے آثار علمی اس حد تک کیوں معروف ہوئے ؟

آپ نے اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانے میں کافی زحمت و محنت کی، پھر اس علمی ذخیرہ کو خرچ کرنے کے لئے کسی قسم کا دریغ نہیں کیا، کبھی بھی سستی اور کوتاہی نہیں کی، وہ کبھی آرام و سکون سے نہیں بیٹھے، ہر وقت مطالب کو مرتب کرنے اور منظم کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ اور ہر قسم کے انحرافات سے مقابلہ کیا۔ شہید مطہری کے اندر سستی نامی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ آج ہم اسی شہید کے علمی دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس بات میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے ہمارے معاشرہ کی فکری تربیت اسی شہید کے مرہون منت ہے ۔ چاہے وہ فلسفی لحاظ سے ہویا اجتماعی دینی لحاظ سے ہو، سیاسی دینی لحاظ سے ہو۔ آج ہم شہید مطہری کی طرف محتاج ہیں ۔ صرف اسی حد تک محدود نہ رہیں ۔

آج جدید شبہات واشکالات بیان ہوتے ہیں ۔ کرتے ہیں ان کے جواب دینے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے خصوصا حوزہ علمیہ کے وظیفہ اس لحاظ سے اور بھی سنگین ہے ۔ اگر معارف اسلامی آثار شہید مطہری کا مطالعہ کریں تواکثر معارف اسلامی ان پڑھنے والوں کے ذھن میں آجاتا ہے، یہ سب چیز سے اہم اورلازم ہے ۔ پ

مقام معظم رہبری اس بات کی زیادہ تاکید کرتے ہیں :

شہید مطہری جدید موضوعات کو بیان کرتے ۔ اوراس کے اندر جو مطالب واستدلال بیان کرتے وہ بھی جدید تھے ۔

شہید مطہری کے گرانقدر خدمات میں سے اسلام کا اصل ائیڈیالوجی ہے جوکہ اکثر خطاب میں ملتا ہے ۔

رہبر اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

شہید مطہری نے مارکسیزم کے ساتھ مقابلہ کیااور مغربی تفکرات ولیبر لزم کے ساتھ مقابلہ کرنے کی خاطر میدان میں حاضر وارد ہوئے ۔ ۔ ۔

اس دورمیں بھی ہماری جوان نسل شہید کے افکار سے آشنا نہیں ۔ شہید کے افکار کو پہچاننا وقت کی ضرورت ہے ۔

رہبر انقلاب مزید فرماتے ہیں :

ہم ہمیشہ مطہری کی طرف محتاج ہیں، شہید مطہری کی شخصیت کے بارے میں رک جانادرست نہیں ہے ۔ اس کی فکر کے بنیاد، پیشرفت اورجدید افکار کے ذریعے اسلامی معاشرہ کے بنیادی افکار کوزندہ کیا جائے ۔ اورہر زمانے کے لئے مطہری کے مانندافراد کی ضرورت ہے ۔

شہید مطہری کے افکار کی خصوصیات

۱۔ فکری وسعت

استاد مطہری ذاتی طور پر فکری طور پر وسیع استعداد کے مالک تھے جو کہ کامیابی کا سرچشمہ ہے۔ وہی قوت استعداد فکری سبب بنے باقی چیزوں کے لیے۔

۲۔ فکر اسلامی کا احیاء

شہید کی خصوصیات میں سے ایک اس کی شناخت کی طرف پلٹتے ہیں اس نے احساس کیا کہ معاشرہ اسلامی تعلیمات اور معارف سے فاصلہ لیا ہوا ہے اسلام اور مسلمین کے درمیان ایک گہرا اشگاف تاریخی طور پر وجود میں آیا ہے اور دوسری طرف سے معاشرہ میں مغرب کی ثقافت حاکم ہے۔ اسی وجہ سے شہید نے فکر اسلامی کی طرف توجہ دی اور سیکولر نظریہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی چہرے کو پیش کیا۔ واقعاً شہید مطہری ایک جامع شخصیت تھی۔ اور وہ ایک مفکر اور احیائے فکر اسلامی کے علم برداروں میں سے ایک ہیں۔

۳۔ زمانے کے فکری ضرورتوں کا ادراک

شہید مطہری کی ہر وقت کوشش اسلامی معاشرہ کے بارے میں تھی، وہ ہمیشہ اسلامی معاشرہ کی ضروریات اور مسائل کے بارے میں مطالعہ اور فکر کرتے تھے۔ وہ حقیقی اسلامی معاشرہ کے خدوخال کی تلاش میں رہتے۔ کہ اول معاشرہ کے اندر جو فکری مشکل ہے ان کی جستجو کرتے۔ پھر اس کے راہ حل کے تلاش کرتے۔

رہبر معظم انقلاب نے شہید مطہری کی شہادت کے موقع پر فرمایا: مطہری کا کون مخالف ہے؟ اس عظیم شخصیت کا بزرگ ترین پہلو کیا ہے؟ اس شخصیت کا سب سے اہم مہم پہلو اسلام حقیقی پر مکمل طور پر چلنا ہے۔ ہمارے دشمنوں نے ہمارے لئے ثابت کردیا کہ وہ اسلام کے مخالف ہیں، وہ بھی اس طرح کے اسلام کے، نہ کہ اسلام امریکائی۔

منابع : ـ پایگاه اصلاع رسانی دفتر حفظ و نشر آثار آیت الله امام خامنه ای ، پایگاه جامع استاد شهید مرتضی مطهری ـ

ـ : khamenei . i r به گزارش مشرق : گفت و شنود غلام علی حداد عادل با حضرت آیت الله سید علی خامنه ای در تاریخ ۱۰ اردیبهشت ۱۳۶۳ ش ـ

ـ بیانات در دیدار جمعی از کارگران و معلمان ۱۳۸۳۰۲۱۲ ـ

ـ بیانات در دیدار جمعی از روحانیوں استان همدان ، ۱۵ ـ ۰۴ ـ ۱۳۸۳ ـ

ـ بیانات در دیدار جمعی از روحانیون استان کرمان ، ۱۱ ـ ۰۲ ـ ۱۳۸۴ ـ

ـ کد خبر : ۴۰۶۴۳۷ ـ تاریخ انتشار : ۱۲ اردیبهشت ۱۳۹۴ ـ خبر گزاری دانشجو ـ

تحریر : علی احمد سعیدی

فیلسوف، علامہ، مفکر، حکیم استاد شہید مرتضی مطہری کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر

شہید مرتضٰی مطہری ۳ فروری ۱۹۲۰ء بمطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۳ بہمن ۱۲۹۹ شمسی کو ایران کے صوبے خراستان کے فریمان گاوں کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ محمد حسین اس گاوں کی مشہور مذھبی شخصیات میں سے تھے۔

آیت اللہ مرعشی نجفی کی رائے میں وہ ایک بے نظیر شخصیت کے مالک تھے۔ شہید مطہری اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں : جہاں تک مجھے یاد ہے، میں نے کم از کم چالیس سال پہلے سے دیکھا ہے کہ یہ شریف انسان رات کو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے ہیں، وہ انتہائی فراغت اور سکون کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ کوئی ایسی رات نہیں کہ جس میں انہوں نے اپنی ماں اور باپ کے لئے دعا نہ کی ہو۔

مرتضٰی مطہری کی ماں بھی ایک پرہیز گار خاتون تھیں، جو انتہائی قوی حافظے اور قوت بیان کی مالکہ تھیں۔ وہ اپنے گاوں کی عورتوں کا علاج بھی کرتی تھیں۔

بقول مرتضٰی مطہری انکے والد ساٹھ سال تک لوگوں کے روحانی طبیب اور ان کی والدہ کئی سال تک لوگوں کی جسمانی طبیب رہی ہیں۔ یہ پرہیزگار خاتون اپنے حاملہ ہونے کے ساتویں مہینے میں خواب دیکھتی ہے کہ وہ اپنے محلے کی مسجد میں کچھ خواتین کے درمیان بیٹھی ہوئی ہے، ایک بزرگ خاتون کہ جن کے ساتھ دو اور خواتین بھی ہیں، مسجد میں داخل ہوتی ہیں اور اس بزرگ خاتون کے حکم پر وہ نمازیوں کے سروں پر عرق گلاب چھڑکتی ہیں، جب شہید مرتضٰی کی والدہ کی باری آتی ہے تو انکے سر پر بہت زیادہ عرق گلاب چھڑکتی ہیں، جب سبب پوچھتی ہیں تو جواب ملتا ہے کہ تیرے پیٹ میں موجود بچہ اسلام کے لئے بہت زیادہ خدمات انجام دے گا۔

مرتضیٰ مطہری بچپن ہی سے ذہین تھے، ان میں عام بچوں جیسی شرارتیں نہیں دیکھی جاتیں کہ جن کی وجہ سے والدین بھی پریشان ہوتے ہیں کہ کہیں انکا بچہ نفسیاتی مشکلات میں گرفتار نہ ہو۔ کتاب میں دلچسپی پانچ سال کی عمر میں ہی مرتضیٰ میں دیکھی جانے لگی، جب وہ والد کے کتابخانے میں جاتے تو ترتیب سے رکھی گئی ہوئی کتابوں کو خراب کرتے۔

مرتضیٰ نے بارہ سال کی عمر تک فریمان میں ہی اپنے والد کے پاس اسلامی علوم کی ابتدائی تعلیم حاصل کی، کچھ عرصے بعد مشہد چلے گئے۔ انکی علم ودانش و مسلسل محنت نے انہیں نہایت کم عمری میں ہی ایک محبوب طالب علم بنا دیا تھا۔ گھریلو پریشانی کے باعث ۱۹۳۵ء کو دوبارہ فریمان واپس آجاتے ہیں اور اپنے والد کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

خود شہید کی زبانی کہ اکثر تاریخی مطالعات انہی دو سالوں میں انجام پائے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں مرتضیٰ مطہری تحصیل علم کے لئے قم کی طرف سفر کا عزم کرتے ہیں۔ پہلے ایک دو سال مرتضیٰ کو مناسب کمرہ نہ مل سکا اور مجبوراً مدرسہ فیضہ کے مشرقی حصے میں ایک نامناسب کمرے میں رہنے لگے۔ قم میں تعلیم کے شروع کرتے ہی انکے ذھن میں مطالعہ کائنات کے بارے میں سوالات اٹھنے لگتے ہیں اور یہ افکار اس قدر اثر انداز ہوتے ہیں کہ وہ تنہائی پسند ہوجاتے ہیں اور ان میں تنہائی میں غور و فکر کا شدید میلان پیدا ہوجاتا ہے۔

مرتضیٰ مطہری آیت اللہ سید محقق یزدی معروف بہ داماد کے پاس مکاسب اور کفایہ پڑھتے ہیں اور ایک سال تک آیت اللہ حجت کوہ کمری کے درس خارج میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح آیات عظام سید صدرالدین صدر، محمد تقی خوانساری، گلپایگانی، شھاب الدین مرعشی نجفی سے بھی علمی استفادہ کرتے ہیں۔

جب ۱۹۴۴ء میں آیت اللہ بروجردی قم تشریف لے آئے تو شہید مطہری دس سال تک انکے فقہ واصول کے درس خارج میں شرکت کرتے ہیں اور انہی دنوں میں وہ میرزا مھدی آشتیانی کے درس فلسفہ سے بھی بہرہ مند ہوتے ہیں۔

شہید مرتضیٰ مطہری کے ہم کلاسیوں میں آیت اللہ منتظری نے زیادہ وقت مطہری کے ساتھ گذرا ہے۔ تقریباً گیارہ سال تک وہ ایک ہی کمرے میں زندگی گزارتے اور علمی مباحثہ کرتے رہے۔ ۱۹۴۱ء کی سرگرمیوں میں مطہری اصفہان چلے جاتے ہیں،

جہاں شہید ایک عظیم استاد الحاج علی آقا شیرازی جو نہج البلاغہ کے استاد تھے، سے آشنا ہوتے ہیں، اسی استاد کو شہید عالم ربانی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

مطہری کی نظر میں نہج البلاغہ کے نصیحت آموز مضامین استاد کی جان اور روح کی گہرائیوں تک اثر انداز ہو چکے تھے۔ نہج البلاغہ سے ارادت اس قدر تھی کہ پڑھتے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ شہید نقل کرتے ہیں: ان کے حضور میں موجودگی کو اپنے گراں بہا ذخائر میں شمار کرتا ہوں، جن کو میں کسی چیز کے ساتھ تبدیل کرنے کو تیار نہیں، ایسا دن یا رات نہیں، جب ان کی یاد میری نظروں کے سامنے مجسم نہ ہو جائے اور میں انہیں یاد نہ کروں۔

طالب علمی کے آغاز میں ہی شہید مطہری، امام خمینی کے درس اخلاق میں جانے لگے تھے، شہید اکثر دروس میں خاموش رہتے تھے، جبکہ آیت اللہ منتظری زیادہ بحث و مباحثہ اور علمی اعتراضات کرتے تھے۔ مطہری امام کے درس فلسفہ میں شرکت کرتے ہیں۔ شہید نقل کرتے ہیں، جو درس اخلاق میری پسندیدہ شخصیت ہر جمعرات اور جمعہ کو دیتی تھی، وہ فقط خشک علمی درس اخلاق نہ تھا بلکہ در حقیقت معارف اور سیر و سلوک کا درس تھا، جس نے مجھے سر مست کر دیا۔ انہی دنوں میں امام خمینی عرفان کا خصوصی درس بھی دیتے تھے کہ جس میں مطہری، منتظری، مرتضٰی حائری وغیرہ شرکت کرتے تھے۔

علامہ طباطبائی ۱۹۴۶ء کو قم تشریف لے آتے ہیں اور ایک گمنام طالب علم کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ علامہ درس (شفا) شروع کرتے ہیں، شہید مطہری علامہ کے درس میں شرکت ہیں اور انکی بحث کے شیفتہ اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔ شہید، علامہ کے مطالب کو ایک جدید بیان کے ساتھ پیش کرتے، جسکی وجہ سے تمام حاضرین کلاس ان کی باتوں کو غور سے سنتے تھے۔ شہید مطہری جن دنوں حوزہ علمیہ میں تحصیل علم میں مشغول تھے، ان ایام میں تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ عربی ادب، فلسفہ، منطق، کلام اور مکاسب و کفایہ کی تدریس بھی کرتے تھے۔

۱۹۵۰ء میں شہید مطہری ایک خراسانی عالم دین آیت اللہ روحانی کی بیٹی سے شادی کرتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں علامہ طباطبائی فلسفہ کے جدید مسائل کے بارے خصوصی درس و بحث شروع کرتے ہیں، یہی دروس بعد میں شہید مطہری کے فکری محور کے

ہمراہ (اصول فلسفہ وروش رئالیسم) نامی کتاب کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء کو تہران یونیورسٹی کے شعبہ معقول و منقول میں معلم کی حثیت سے کام شروع کر دیتے ہیں۔

قم سے تہران منتقل ہونے کے ساتھ ہی شہید مطہری بہت زیادہ ثقافتی اوراجتماعی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔ تہران یونیورسٹی اورمدرسہ مروی میں پڑھانے کے علاوہ (مکتب تشیع اور مکتب اسلام) جیسے بعض رسائل کے ساتھ قلمی تعاون شروع کرتے ہیں۔ ۵ جون ۱۹۶۳ء کی اسلامی تحریک میں شہید مطہری گرفتار ہو کر جیل بھیج دیئے جاتے ہیں، انکی گرفتاری کا سبب انکی وہ سخت تقریر تھی، جوانہوں نے اسی رات کی تھی۔

انکی زوجہ محترمہ انکی عبا کو تبدیل کرتی ہیں، چونکہ شہید مطہری دروازہ کھولنے گئے تو ساواکی شہید مطہری کو لباس تبدیل کرنے کی بھی اجازت نہیں دے رہے تھے، شہید اپنے لباس کے بارے میں اپنی زوجہ سے کہتے ہے، درحالیکہ ان کی قبا کی جیب اعلانات، ٹیلی فون نمبرز کی ڈائری اور دوسری اسناد سے بھری تھی، لیکن زوجہ محترمہ دوسری قبا لے کردیتی ہیں۔ شہید مطہری چالیس دن تک زندان میں رہے اور آخر کار ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء کو زندان سے آزادی ملی۔ شہید مطہری علمی سطح بلند کرنے اور اپنے مدنظر مقاصد کی تکمیل کے لئے حسینہ ارشاد میں بہت زیادہ سرگرم عمل ہو جاتے ہیں، لیکن آخر کار ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ جن کی وجہ سے شہید مطہری مجبوراً حسینہ ارشاد سے کنارہ گیری کرتے ہیں۔

شہید مطہری جوانی ہی سے تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے۔ آیت اللہ منتظری جو گیارہ سال انکے کمرے میں رہے، کہتے ہیں کہ انکی نماز تہجد زمانہ طالب علمی سے ہی کبھی قضا نہیں ہوئی، راتوں کو انکے گریہ وزاری اور راز و نیاز سے انکے معنوی حالات اور باطنی طھارت ظاہر ہوتی ہے۔ حسینیہ ارشاد کو چھوڑنے کے بعد شہید مطہری ایک دوسرے مورچے کی طرف جاتے ہیں اور وہ مسجد الجواد ہے۔ وہ اس مسجد میں تقاریر بھی کرتے اور تفسیر کا درس بھی دیتے [جہاد در اسلام، رشد اسلامی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی سیرت پر بحث اس زمانے کی تقاریر ہیں۔

شہید مطہری کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ۲۳ جون ۱۹۷۵ء تک انکے منبر پر تقریر کرنے پر پابندی لگادی گئی، تمام ضلعوں میں ساواک کے شعبوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تیار رہیں، تاکہ شہید مطہری کسی بھی جگہ تقریر نہ کرسکے۔ ۱۹۷۶ء میں شہید مطہری نجف

اشرف جاتے ہیں اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حوزہ علمیہ قم کے حالات اور اسلامی تحریک کے مسائل پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔

انقلاب سے چندماہ پہلے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ پیرس میں تھے، شہید مطہری نے پیرس کا سفر کیا اور انکے ساتھ ملاقات میں بعض مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ اسی سفر میں امام کے اطرافیوں کو پتہ چلا کہ انکے ساتھ امام کا تعلق کچھ اور ہی قسم کا ہے۔ امام جس قدر اطمینان واعتماد ان پر کرتے، کسی دوسرے شخص پر نہیں کرتے تھے۔ شہید مطہری استقبال امام کے تمام پروگرام دوستوں سے ملکر بناتے ہیں۔ جب امام کو لیکر آنیوالا جہاز زمین پر اترتا ہے تو امام جہاز سے اترنے سے پہلے انہیں بلاتے ہیں اور ان سے بات چیت کرنے کے بعد جہاز سے نکلتے ہیں۔

۱۹۷۱ء کے بعد سے شہید مطہری گمراہ قسم کی فکری سرگرمیوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ مجاہدین خلق جیسے بعض گروہ انکے افکار کے سخت مخالف تھے۔ آخری ایام میں فرقان نام کا ایک گروہ بن گیا، جو شہید مطہری جیسی شخصیات کو اپنے نظریات کی ترویج میں سب سے بڑی رکاوٹ اور خطرہ سمجھتا تھا۔

آخر کار یہ گروہ انکے قتل پر کمر بستہ ہوجاتا ہے اور انہیں منگل یکم مئی ۱۹۷۹ء کی رات ۱۰ بجکر ۲۰ منٹ پر شہید کر دیتا ہے۔ شہادت کے مقام پر گروہ فرقان کا ایک پمفلٹ ملتا ہے، جس میں لکھا ہوا تھا [عوامی انقلاب کو منحرف کرنے کے سلسلے میں مرتضٰی مطہری کی ذاتی خیانت سب پر واضح تھی، لہذا مذکورہ شخص کی انقلابی پھانسی انجام پاگئی۔ شہادت سے چند راتیں پہلے وہ خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور اس خواب میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے، رسول خدا اپنے لب مبارک انکے لبوں پر رکھتے ہیں اور پھر اٹھاتے نہیں ہیں، خوشی کی شدت میں وہ خواب سے بیدار ہو جاتے ہیں، گویا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لبوں کی گرمی اب بھی وہ اپنے لبوں پر محسوس کرتے ہیں اور یہ خواب پہلے اپنی زوجہ کو سناتے ہیں۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام تسلیت سے چند اقتباس:

میں فقیہ عالی فیلسوف علام اور مفکر حکیم آقائے شیخ مرتضٰی مطہری کی اندوہ ناک رحلت پر دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔ یہ عظیم انسان جس نے پوری عمر عزیز اسلام کے مقدس اہداف کے حصول کی جدوجہد میں صرف کی۔ میں اپنے عزیز ترین فرزند کے لئے سوگ

نشین ہوں، جو میری عمر کا حاصل تھا۔ میں نے ایک فرزند کھویا ہے، جو میرے بدن کا حصہ تھا۔ میں ایسے فرزند کی تربیت پر جس نے اپنی نورانی تبلیغات سے مردہ روحوں کو زندگی بخشی اور جہالت کی تاریکیوں کو اپنے علم کی شمع فروزاں سے منور کیا، آغوش اسلام کو سلام اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

منابع :

۱۔ پارای از خورشید

۲۔ احیا تفکر اسلامی

۳۔ مجموعہ آثار شہید مطہری

جلوہ ہا معلمی استاد

۵۔ مصلح بیدار

٦۔ خاطرات من از شہید مطہری

۷۔ استاد شہید بہ روایت اسناد

۸۔ سیری در زندگانی استاد مطہری

۹۔ یادنامہ شہید مرتضی مطہری

۱۰۔ استاد شہید بہ روایت ساواک

تحریر : محمد لطیف مطہری کچوروی

شخصیت شہید مطہری، افکار، خصوصیات اور اثرات

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں ایسے علماء اور فقہاء گزرے ہیں جنہوں نے عمر بھر اسلام کی بقا اور فروغ کے لئے جدوجہد کی اور اسلام کے اوپر کئے گئے اعتراضات کا جواب دینے اور اسلام کے حقیقی چہرے کو دنیا کے سامنے آشکار کرنے کے لئے جان کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ ایک طرف ان علماء نے بیرونی دشمنوں کی طرف سے مکتب اسلام پر کئے گئے اعتراضات کا بھرپور جواب دیا تو دوسری طرف خود نادان مسلمانوں کی طرف سے دین میں کئے گئے تحریفات اور غیر اسلامی رسومات (جن کی وجہ سے دین کا حقیقی چہرہ نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا) کے خلاف آواز بلند کی، دین کو ایک حیات بخش نظام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس راہ میں ہر قسم کی مشکلات اور اتہامات کو بھی برداشت کیا۔

عصر حاضر میں مغرب کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والے فکری اور ثقافتی یلغار کے خلاف علمائے حق، سید جمال الدین افغانی، امام خمینی اور شہید مطہری جیسی شخصیات نے حقیقی اسلامی فکر کے احیا اور بیداری کے لئے بے پناہ قربانیاں اور کلیدی کردار ادا کیا ہے خصوصاً اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں شہید مطہری کے افکار انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

افکار مطہری کے اثرات :

شہید مطہری عصر حاضر کی وہ بے مثال شخصیت ہیں جس کے نظریات اور بلند افکار نے اسلامی معاشرے کی فکری و اجتماعی تبدیلی میں بہت اہم کردار ادا کیا اور اسلامی بیداری، انقلاب اسلامی کے پیغام، اجتماعی اور سیاسی پہلو کے احیا سمیت مغرب کے الحادی نظریات کے بطلان میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

زیر نظر مضمون میں آپ کے دینی افکار اور خصوصیات کا مختصر جائزہ لیں گے۔

مطہری کی علمی منزلت :

مطہری ایک ایسے فقیہ تھے جن کو اسلام کے اصول اور مبانی سمیت ہر موضوع پر دسترس حاصل تھا، آپ اس بات کے معتقد تھے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں انسانیت کے لئے درپیش مشکلات کا حل موجود ہے اور اسلام ہر حوالے سے ایک بے نیاز اور کامل مکتب ہے۔

تفسیری روش :

آپ ایک ایسے مفسر قرآن ہیں کہ جن کو تفسیر کی گوناگوں اقسام پر عبور حاصل تھا آپ نے تفسیر قرآن بالقرآن، پیغمبر وائمہ کی روایات، عقلی اور فلسفی روش سے استفادہ کیا لیکن سب سے اہم خصوصیت، قرآنی آیات کے اندر تدبر اور تعقل ہے، جس کے ذریعے الحادی مکاتب فکر اور آیات قرآنی سے غلط استفادہ کرنے والوں کو آپ نے دندان شکن جواب دیا۔

انحرافات سے مقابلہ :

دین اسلام کی تعلیمات سے ناآشنائی، اس کی من پسند تفسیر اور خرافات نے دین مقدس کے اصلی پیغام کو نظروں سے اوجھل کردیا اور اس کی جگہ دین کو صرف چند رسومات کے مجموعے کے طور پر پیش کیا۔ شہید مطہری نے اس انحرافی طرز فکر کا مقابلہ کیا اس راہ میں آپ کو جامد فکر رکھنے والے متعصب اور تنگ نظر افراد کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے خصوصاً عزاداری میں پائے جانے والے غلط رسومات اور انحرافات کے خلاف آواز اٹھائی۔ ساتھ ہی قیام امام کے اصلی مقصد اور واقعہ عاشورا کی حقیقی اقدار کو زندہ رکھنے اور ائمہ کی زندگی کے درخشاں اور مجاہدانہ پہلو سے معاشرے کو روشناس کرایا۔

مغربی علوم سے آشنائی :

ایک ایسے دور میں جہاں علماء کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا تھا کہ وہ صرف اسلامی علوم سے آگاہی رکھتے ہیں اور مغربی افکار ونظریات سے نابلد ہیں آپ نے یہ ثابت کردیا کہ علمائے دین اسلامی علوم کے ساتھ نہ صرف مغربی افکار اور نظریات سے آگاہی رکھتے ہیں بلکہ ان کے نظریات کو باطل ثابت کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور آپ نے انقلاب سے پہلے اور بعد میں مغرب

زدہ افراد کے نظریات کا بغور مطالعہ کیا اور ان کے اشتباہ اور انحراف کو گہرائی سے سمجھا اور چشم پوشی کئے بغیر ان کے ساتھ سختی سے مقابلہ کیا۔ مغربی نظریات پر اپنی محکم دلائل کے ذریعے اسلام کے حقیقی نظریے کی برتری کو ثابت کیا۔

الٰہی تصور کائنات پر نظریات کی تشریح :

شہید مطہری کو اگرچہ مختلف علوم پر مکمل عبور حاصل تھا مگر آپ دیگر تمام علوم کے حق اور باطل کا معیار قرآن و سنت ہی کو قرار دیتے تھے، آپ اجتماعی، فلسفی، عرفانی، تاریخی اور دیگر مباحث میں اسلامی آئیڈیالوجی پر اعتماد کرتے تھے اور کسی بھی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر مسائل کو صراحت کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ اسلام کے فکری، اعتقادی اور فلسفیانہ پہلو کو اجتماعی اور سیاسی افکار کے لئے بنیاد قرار دیتے تھے۔

عالمِ زمانہ شناس :

انقلاب اسلامی کی کامیابی میں امام خمینی (رح) کے بعد آپ دوسری شخصیت ہے جنہوں نے انقلاب اسلامی کے لئے ثقافتی اور سیاسی دونوں سطح پر جدوجہد کی۔ ایک طرف آپ نے انقلاب کے لئے مختلف گروہوں کو منظم کیا اس سلسلے میں آپ کا تمام فقہاء اور مجتہدین سے رابطہ تھا۔ آپ کی فعالیت اور جدوجہد نے آپ کو تاثیر کے اعتبار سے دوسری اہم شخصیت بنا دیا اور امام خمینی (رح) کی ملک بدری کے دور میں بھی آپ کا ان سے خصوصی رابطہ تھا ایران کی صورتحال کے علاوہ آپ دنیا میں امت اسلامی کے مسائل سے آگاہ تھے اور مسلمانوں کی مشکلات کا حل وحدت اسلامی اور قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کو ہی سمجھتے تھے۔ آپ نے انقلاب کی کامیابی سے پہلے مسئلہ فلسطین کی اہمیت اور مسلمانوں کی بے حسی پر آواز بلند کی۔ آپ نے روزِ عاشور کی ایک تقریر میں فرمایا: ''اگر ہم اپنی عزت و وقار کے متمنی ہیں، اگر اپنا احترام پیدا کرنا چاہتے ہیں' اگر خدا اور رسول کی نظر میں محترم ہونا چاہتے ہیں' اگر اقوام عالم کی نظر میں عزت و وقار کے خواہشمند ہیں' تو ہم پر لازم ہے کہ اس اصول کو زندہ کریں۔ اگر آج پیغمبر اسلام بقید حیات ہوتے، تو کیا کر رہے ہوتے؟ کس مسئلے کے بارے میں فکر مند ہوتے؟ واللہ باللہ میں قسم کھاتا ہوں کہ پیغمبر اکرمؐ اپنے مرقد مطہر میں یہودیوں کی طرف سے کئے جانے والے مظالم پر لرزہ اندام ہوں گے۔ یہ دو جمع دو چار کی طرح کا مسئلہ ہے اگر

کسی نے (مسئلہ فلسطین کے بارے میں) نہیں بولا، تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اگر میں خاموش رہوں 'تو واللہ گناہ کا مرتکب ہوں گا۔ کسی بھی خطیب اور کسی بھی واعظ نے اگر اس بارے میں خاموشی اختیار کی، وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

اسلامی فکر کا احیا :

اسلام کے اوپر کیئے گئے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ اسلام چودہ سو سال پہلے وجود میں آیا ہے اس دور میں انسان نے ترقی نہیں کی تھی آج دنیا نے ترقی کی ہے اور انسان کی نجات و کامیابی کے راستے ڈھونڈ لیئے ہیں۔ اسلام کا نظام بوسیدہ و کہنہ ہو چکا ہے جو کہ اب قابل عمل نہیں۔ شہید مطہری نے اس قسم کے نظریات اور اعترضات کا مدلل جواب دیا اور ان اعتراضات کا اصل سبب، حقیقی اسلام اور اس کے مفاہیم سے ناآشنائی کو قرار دیا اور اسلام کی اصل روح کے احیا پر تاکید کی۔

۱۔ مثلاً یہ اعتراض؛ اسلامی تعلیمات دور حاضر کے مسائل حل کرنے سے عاجز ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : اسلام کے قوانین جاویداں ہونے کی وجہ سے اس میں کمی و بیشی ناممکن ہے بلکہ خود اسلامی قانون اولیہ و ثانویہ اور ثابت و متغیر ہے اور مجتہد جامع الشرائط و آگاہ اجتہاد کے ذریعے جدید موضوعات و سوالات کے جوابات استنباط اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق راہ حل پیش کر سکتے ہیں اور قرآن کریم تمام ادوار کے لیئے ہے اور انسانی معاشرے کے اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا حل بھی، اجتھاد اور قرآن کو جدید مصادیق پر تطبیق کر کے پیش کرنا ممکن ہے۔

۲۔ اسلام کے فہم میں ایک اہم رکاوٹ بعض اسلامی مفاہیم کی غلط تفاسیر ہیں جو اسلام کی اصل روح سے ناآشنا افراد نے پیش کیا ہے۔ جو اسلام کو چند بے روح رسومات کا مجموعہ بنا کر پیش کرتے ہیں، مگر آپ نے ان جامد اور نقصان دہ رسومات اور نظریات کے خلاف کھل کر مقابلہ کیا۔

۳۔ دین کے اجتماعی پہلو کو نظر انداز کر کے اس کے انفرادی پہلو پر توجہ بھی اسلامی تعلیمات میں شکوک و شبہات کا ایک سبب ہے آپ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے اس اہم اجتماعی پہلو کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

معاشرے کی ضروریات پر نظر :

آپ اپنی تقاریر و تحریروں میں معاشرے کی ضروریات کو مد نظر رکھتے تھے ۔ ایسے موضوع پر قلم اٹھاتے تھے جس پر کسی شخصیت نے قلم نہیں اٹھایا ہو یا اس موضوع پر مکمل بحث کرنے کی ضرورت ہو ہو اسی پر زیادہ تر توجہ دیتے تھے ۔ اس لئے شہید مطہری نے اسلامی معارف کو عام فہم، اسلامی معاشرے کی ضروریات اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا ہے اور مختلف افراد اور گروہوں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے ۔

روح شجاعت و شہامت :

آپ انقلابی طبیعت کے مالک انسان تھے آپ کے آثار میں ایک انقلابی روح موجود ہے جس کا مطالعہ کرنے والا تبدیلی اور اصلاح کے لئے عملی قدم اٹھاتا ہے ۔

امام خمینی (رح) نے آپ کے تمام آثار کو نوجوان نسل کے لئے مفید قرار دیتے ہوئے فرمایا :

''مرحوم مطہری ایک ایسا فرد تھا جس میں مختلف پہلو جمع تھا جو خدمت ، جوان نسل اور دوسروں کے لئے مطہری نے انجام دی ہے ، کسی نے انجام نہیں دی ہے اس کے تمام آثار بغیر استثناء مفید ہیں ، میں نے کسی اور کو نہیں پایا ہے جس کے بارے میں کہہ سکوں کہ اس کے تمام آثار خوب ہیں ، شہید کے تمام آثار بلا استثناء مفید اور انسان ساز ہیں ۔

اسلامی مفکرین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عظیم شہید کے افکار اور علمی آثار سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی معاشرے کے لئے درپیش مشکلات کا حل پیش کریں اور آپ کے انقلابی افکار سے معاشرے کو روشناس کرائیں ۔

تحریر : سکندر علی بہشتی

شہید مرتضی مطہری کی جامع علمی شخصیت

ایک ایسے نیک سیرت دانشور کی یاد گفتگو منا رہے ہیں ۔ جس کی روح اور وجود سے ایمان اور معنویت کی زلال نہریں جاری تھی ۔

شہید مطہری نے ایک مضبوط فکر اور نظریہ اپنے وجود کے اندر پیدا کر کے قرب الہی و یقین کی چوٹیوں کو فتح کرلیا ۔ جب شہادت کا لباس زیب تن کیا تو ان کے پاک خون نے روح کی پاکیزگی کی تائید کی ۔ معنویت اور ایمان اس مفکر کے قلم و بیان سے نمایاں ہیں ۔ ۔ ایسی معنویت کا خوشبو، تشنگان معرفت و حقیقت کے فکری و ذہنی فضا کو معطر کر دیتی ہے ۔ اسی لیے امام خمینی (رح) نے شہید مطہری کی شہادت کی مناسبت سے فرمایا تھا :

"مطہری، طہارت روح، قوت ایمان و بیان میں کم نظیر تھے ، جام شہادت نوش کر گئے ، اور ملکوت اعلی کی طرف پرواز کر گئے ۔ لیکن بدخواہوں کو معلوم ہونا چاہے کہ ان کی شہادت سے ان کی اسلامی، فلسفی اور علمی شخصیت ختم نہیں ہوگی" ۔

مطہری ایک پر نور ستارہ کی طرح طلوع ہوا اور دنیا کو اپنے نور سے روشن کر کے رخصت ہوا ۔ اس صدی میں اسلامی تحریک کے پرچمداروں میں سے ایک ، جنھوں نے بچپن سے ہی اپنی فکر اور دل کو قرآن و نہج البلاغہ سے مانوس و سیراب کیا ۔

نبوت اور امامت میں عمیق فکر و سوچ کے ذریعے ، "حکمت اسلامی" کے خرمن سے خوشوں کو اٹھایا ، ان تعلیمات کے ذریعے علوم اسلامی اور دینی تعلیمات کے تشنگان کو علوم اسلامی سے آشنا کیا ۔ تشنگان معارف اسلامی کو اپنی فطرت پر غور کرنے اور کامل انسانوں کی پیروی کرنے کی ترغیب دلائی ۔

حضرت علی علیہ السلام کی طرح اپنے مخصوص "جاذبہ و دافعہ" کی بناء پر سب سے آگے تھے ۔ شہید مرتضی مطہری خاندان وحی و نبوت کے عاشق تھے ، اس راہ میں "ولاء ولایت ہا" "سیرت آئمہ اطہار (ع)" "حماسۂ حسینی" "تحریفات عاشورا" کو واضح کیا ۔ "قیام اور انقلاب مہدی (عج)" کو دنیا والوں کے لئے روشن کیا ۔ "گفتارہای معنوی"، مقالات فلسفی" کے علاوہ حوزہ و دانشگاہ

کے دیگر موضوعات پر علمی گفتگو کی۔ اور "مقولہ حرکت" اور "شرح منظومہ" کے اساس کو نظریۂ توحید سے اخذ کیا گیا۔ دینی مسائل کی توضیح و تشریح کے لئے "وقت کے تقاضے" کو مورد توجہ قرار دے دیا۔

وہ مشعل فروزان معرفت، علم اور ایمان کو ایک دوسرے سے مانوس کرنے والی شخصیت تھی۔ انسانوں کی زندگی میں "غیبی امداد" کا کردار بیان کیا اور تشنگان حق کے حوالہ کردیا۔ دنیا کو آخرت کا مزرعہ قرار دیا اور خود کو سرای جاوید کے لیے آمادہ کیا۔

مطہری کی علمی زندگی

شہید مرتضی مطہری ایک مذہبی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی شہید مطہری کو علم کے حصول کا شوق تھا۔ چھ یا سات سال کی عمر میں شہید نے نہایت شوق و ولولہ کے ساتھ فریمان کے مکتب خانہ میں داخلہ لیا تاکہ عربی اور فارسی کے بعض مقدماتی علوم کی تعلیم حاصل کر سکے۔

ابھی شہید مطہری بارہ سال کا نہیں ہوا تھا، علم کے شوق نے ان کو حوزہ علمیہ مشہد کی طرف کھینچ لیا۔ حوزہ علمیۂ مشہد میں چار سال دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد، علمی پیاس کو بجھانے کے لیے سولہ سال کی عمر میں حوزہ علمیۂ قم کا رخ کیا۔ اس زمانے میں رضا خان، شاہ ایران، علماء اور علوم حوزوی کے مراکز کے ساتھ مخالفت کر رہا تھا۔ جو افراد علم و معرفت حاصل کرنا چاہتے تھے اور اہل علم و معرفت کا لباس زیب تن کرنا چاہتے تھے ان سے سختی سے پیش آتے تھے۔ جو افراد مدرس اور اسلامی ثقافت کے مبلغ بننا چاہتے تھے، ان افراد کے لیے سماجی اور سیاسی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتا تھا، ایک مایوس کن اور تاریک فضا تھی۔

شہید مطہری مدرسۂ فیضیۂ قم میں سکونت پذیر ہوئے۔ ایک سادہ اور بے تکلف لیکن عزت اور قناعت سے سرشار زندگی کا آغاز کیا۔ جب شہید مطہری کی شادی ہوئی۔ تب بھی ان کی زندگی میں خاص تبدیلی نہیں آئی، صرف آپ کا حجرہ، ایک کرایۂ کے کمرے میں بدل گیا۔

قم میں شہید مرتضی مطہری نے دقت و نظم و نسق، ہمت اور شوق کے ساتھ علوم اسلامی حاصل کرنا شروع کردیا۔

شہید مطہری نے مطول کو آیت اللہ شہید صدوقی کے پاس، شرح لمعہ کو آیت اللہ مرعشی کے پاس پڑھا، اسی طرح آیت اللہ سید صدرالدین صدر، سید محمد رضا گلپایگانی، سید محمد تقی خوانساری، سید محمد حجت کوہ کمرہ ای، سید محمد محقق یزدی آپ کے اساتذہ میں سے تھے ان سے آپ نے علوم منقول اور معقول حاصل کیا۔

شہید مطہری نے اصفہان کا مختصر سفر کیا، اس سفر میں شہید کو عالم ربانی حاج میرزا علی آقا سے ملاقات کرنے کی توفیق ہوئی اور آپ نہج البلاغہ سے مانوس ہو گئے۔ اس سفر اور ملاقات کے بارے میں شہید مطہری فرماتے ہیں :"

۱۳۲۰ ہجری شمسی کو پہلی بار اصفہان گیا میرے محترم ہم مباحث جو کہ اصفہان سے تھا مجھے مشورہ دیا کہ مدرسہ صدر میں ایک بزرگ عالم دین تشریف رکھتے ہیں اور نہج البلاغہ کا تدریس کرتے ہیں ان کے درس میں شرکت کرتے ہیں، آئیں ساتھ اصفہان چلتے ہیں ۔اس کا مشورہ میرے لئے کافی سخت تھا۔ جو طالب علم کفایۃ الاصول پڑھتا ہو۔ اس کے لیے نہج البلاغہ کی کلاس میں شرکت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن چھٹیوں کے ایام تھے، میں نے قبول کرلیا۔ ۔ ۔ دیکھا کہ ایک صاحب تقوا و معنویت سے روبرو ہوں کہ طلاب کے بقول ان افراد میں سے تھے جو راہ دور سے ان سے استفادہ کرنے کے لیے سفر کرنا چاہیے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے نہج البلاغہ کے وادی میں داخل کرلیا۔ ۔ ۔ اس کے بعد نہج البلاغہ کے بارے میں میری رائے بدل گئی، نہج البلاغہ میرے لیے مورد پسند قرار پایا اور میرا محبوب ہوا، اس استاد کی ملاقات کو ہمیشہ اپنی عمر کے انمول ذخیروں میں سے قرار دیتا ہوں، کوئی شب و روز نہیں ہے کہ اس کا خاطرہ میرے سامنے مجسم نہ ہو جائے، ان کی یاد اور ذکر خیر نہ کروں، میں جرات سے کہتا ہوں کہ واقعی وہ ایک عالم ربانی تھے"۔

شہید مطہری نے ۱۳۲۳ شمسی سے رسمی طور پر علوم فلسفی اور عقلی پڑھنا شروع کیا منظومہ حکیم سبزواری کے حکمت کی بحث پڑھا۔ البتہ آپ اس سے پہلے مرحوم امام خمینی (رح) کے درس اخلاق میں شرکت کرتے تھے۔ چنانچہ شہید مطہری اس درس کے تاثیر کے بارے میں فرماتے ہیں :"

اگرچہ میری قم مہاجرت کی ابتدا میں کہ ابھی مقدمات سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ مگر درس اخلاق جو میرے مورد پسند اور میری محبوب شخصیت کے توسط سے ہر جمعرات کو دیا جاتا تھا۔ درحقیقت یہ درس اخلاق، معارف اور سیر و سلوک کا درس تھا، اس طرح انہوں

مجھے اپنی طرف جذب کرلیا دوسرے ہفتے کے بدھ اور منگل دن تک، خود کو اس درس سے شدید متاثر پاتا تھا۔ میری فکری اور نفسیاتی شخصیت کا بڑا حصہ اسی درس اور دیگر دروس میں، جو میں نے بارہ سال کی مدت میں اس الٰہی استاد سے حاصل کیا تھا، کامل ہوئی اور ہمیشہ خود کو ان کی مرہون منت سمجھتا ہوں درحقیقت وہ الٰہی روح قدس تھا"۔

شہید مطہری اپنے نظریات کو بیان کرتے وقت قرآن اور روایات سے بھرپور استفادہ کرتے اور ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ ہر علمی نظریہ کو آیات قرآنی اور روایات اہل بیت علیہم السلام سے بیان کیا جائے.

تحریر : ڈاکٹر فرمان علی سعیدی

شہید مطہری کی شخصیت وافکار کے چند گوشے

خداوند عالم نے انسان کو اس کائنات میں بغیر ہدف و مقصد کے خلق نہیں کیا جیسا کہ سورہ مومنون میں خالق کائنات خود ارشاد فرماتا ہیں (کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹا کر نہیں لائے جاوگے) اس سے واضح ہوا کہ تخلیق انسان کا کوئی اہم مقصد ہیں جو کہ قرآن کی روشنی میں معرفت الہی ہے ۔ تمام انبیاء وائمہ کا مقصد معرفت الہی کو لوگوں تک پہنچانا تھا۔ دور حاضر کے اس مادی گہما گہمی میں ایسے مفکرین ، مصلحین اور علما کی زندگی ، افکار اور آثار کا مطالعہ کرنا ہم سب پر فرض ہے ۔ جنھوں نے انبیا وائمہ کی راہ پر چلتے ہوئے معاشرہ کی سعادت کے لئے قیمتی آثار وافکار چھوڑے ہیں ۔ ان ہستیوں میں سے ایک شہید مرتضی مطہری ہے ۔ آپ ۱۳ بہمن ۱۲۹۸ ہجری شمسی مطابق ۳ فروری ۱۹۲۹ کو مشہد مقدس کے قریب فریمان نامی محلہ میں پیدا ہوئے ۔

آپ نے ابتدائی تعلیم ایک مکتب سے حاصل کر کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں حوزہ علمیہ مشہد کا رخ کیا ، اس کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر حوزہ علمیہ قم کی جانب ہجرت کی اور پندرہ سال تک مسلسل مختلف اساتیذ سے کسب فیض کیا آپ نے حضرت امام خمینی ، آیت اللہ بروجردی اور علامہ طباطبائی جیسے اساتذہ سے فقہ ، اصول ، فلسفہ عرفان ، اخلاق وغیرہ کے دروس حاصل کئے ۔

قم سے تہران کی جانب سفر

سال ۱۹۵۳ء میں جب آپ حوزہ کے نامور اساتیذ میں شمار ہونے لگے تو آپ نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے قم سے تہران کی طرف ہجرت کی اور تہران یونیورسٹی میں تدریس کا افریضہ انجام دیا۔

عرفانی شخصیت

شہید مطہری جہاں فلسفہ و منطق میں ماہر تھے وہاں عرفان میں بھی ایک خاص مقام رکھتے تھے حافظ کے عرفانی اشعار کے شیدائی تھے ہر شب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اسی طرح نماز شب کے پابند تھے اوران کا یہ کام سفر میں بھی ترک نہیں ہوتا تھا آپ کے گھر میں بھی یہی فضا تھی۔

علمی شخصیت

حجۃ الاسلام علی دوانی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں : شہید مطہری حقیقی معنی میں عالم تھے آپ ذکر، فکراور علمی بحث و مباحثہ کے عاشق تھے جس کتاب کا مطالعہ کرتے تھے آپ کی نظر میں جو اہم نکات ہوتے تھے انہیں نوٹ فرماتے رہے آپ حوزہ علمیہ اور روحانیت کے اندر ایک عظیم اور بنیادی تبدیلی کے لیے بہت کوشاں رہے اور واقعا یہی چیز آپ کے تمام امور وافکار کا محور تھے۔

شہید مطہری اور خودسازی

روزمرہ کی زندگی میں خاموشی، ذکرخدااور نماز شب آپ کی عادت تھی آپ ہمیشہ خودسازی میں مگن رہتے تھے جس کی تائید آپ کے شاگردوں ،اساتذہ اور دوست احباب سے ہوتی ہے۔

شہید مطہری کا نماز سے عشق

شہید مطہری نماز کے سلسلہ میں بہت سنجیدہ تھے جس طرح ائمہ معصومین نماز کے قریب کس دوسرے کام کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے اسی طرح آپ نماز کو ہمیشہ اول وقت ادا کرتے، دوسروں کو بھی حکم دیتے ک اور نماز کو پورے حضوع و حشوع اور تمام آداب کے ساتھ بجالاتے تھے۔

افکار شہید مطہری : شہید مطہری مطہری کی شخصیت کی مانند آپ کے افکار بھی انتہائی عمیق اور جامع ہیں، آپ نے اسلامی معاشر ہکی ضرورت کے پیش نظر اس وقت کے اہم مسائل کو اپنی تقریر و تحریر میں موضوع سخن قرار دیا۔ جن مسائل سے انسانیت اور مسلمان خصوصا ایران کا معاشرہ روبرو تھا۔ اسلامی نکتہ نظر سے شبہات کا جواب دینے کے ساتھ مغربی افکار اوران سے متاثر

نظریات کا علمی انداز میں بھرپور دفاع کیا۔ اسی لئے رہبر انقلاب نے آپ کے آثار کو اسلام شناسی کا مکمل ایک نصاب قرار دیتے ہوئے حوزہ اور یونیورسٹی کو اس سے استفادہ پر زور دیا ہے۔

آزادی شہید مطہری کی نظر میں

شہید مطہری آزادی بیان اور آزادی فکر کو ایک بلند مقام دینے کے قائل تھے کہ ہر انسان کو اپنے عقیدہ کے اظہار اور بیان کا پورا حق حاصل ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ عقیدہ خود اس کی فکر کا نتیجہ ہو یعنی وہ اپنی تحقیقات اور اپنے تفکرات سے اس نتیجہ تک پہنچا ہو اور دوسری شرط یہ اپنی رائے کے اظہار اور عقیدہ کے بیان میں منافقت کا سہارا نہ لے۔ آزادی بیان کی ایک حد ہوتی ہے اور کسی کو بھی اس حد سے تجاوز کرنے کا حق نہیں ہے۔

انحراف کے مقابل ثابت قدمی

امام خمینی کی رہبری میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد انحراف کے مقابل شہید مطہری کی عقیدتی اور سیاسی جنگ کھلے عام شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں آپ امام خمینی کی ہدایتوں کا سہارا لیتے تھے۔ کیونکہ آپ نے انہی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی تھی اور امام خمینی ہی آپ کے پیشوا تھے۔ آپ اسلامی مسائل کے بارے میں اپنے جدید نظریات اور نئی فکر پیش کرتے تھے جو سنتی افراد کے نظریات سے مطابقت نہیں رکھتے تھے سے نہیں۔ لہذا وہ لوگ آپ کے مخالف ہوئے اور آپ پر طرح طرح کی تہمت و الزام لگانا شروع کر دیا لیکن آپ ہمیشہ اس راہ میں ثابت قدم رہے۔

حوالہ جات

کتاب مثالی لوگ۔ کتاب زندگی نامہ شہید

تحریر: مولانا احمد مبلغی

شہید مطہری کی خدمات کا مختصر جائزہ

مقدمہ

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو بشریت کی ہدایت کے لئے ایسے درخشاں اور پر افتخار چہرے گزرے ہیں جنھوں نے اپنی بلند ہمت اور مضبوط اداروں کے ذریعے مراتب علم و تقوی اور معنویت کے اعلیٰ منازل طے کئے۔ انہی میں سے ایک شہید مرتضی مطہری ہیں جو عاشق اہل بیت تھے۔ برجستہ اسلام شناس علما اور محققین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اپ نے اہل بیت کے نقش قدم اور سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی انسانیت کی ہدایت اور مکتب کی خدمت میں گزاری۔

آپ نے کوشش اور مجاہدت کے ذریعے معارف اسلامی کے تمام شعبوں جیسے فلسفہ۔ فقہ و اصول وغیرہ میں مکمل مہارت حاصل کی۔ شہید مطہری علامہ طباطبائی اور امام خمینی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ اسلامی انقلاب سے پہلے ایران میں مارکسی فکر کے خلاف شہید مطہری کی فکری جدوجہد نے نوجوانوں کو ان باطل نظریات سے دور رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

شہید مطہری نے الہیات اور فلسفہ پر بے شمار کام کیا۔ اسلام اور تشیع کی تجدید اور درست تفسیر شہید مطہری کی فکری سرگرمیوں کا بنیادی محور تھا۔ شہید مطہری نے (اسلامی تعلیمات کو جو پہلے پیچیدہ اور مشکل زبان میں پیش کی جاتی تھی) آسان اور سلیس زبان میں پیش کیا۔

۱۔ تعلیم :

شہید مطہری نے اپنے والد کے پاس سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ دو سال تک آپ مشہد میں دینی علوم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ سنہ ۱۹۳۶ء میں آپ مزید تعلیم کی حصول کے لئے شہر علم و اجتہاد شہر قم کی طرف روانہ ہوئے۔ قم میں طالب علمی کے دوران آپ نے میر داماد کے نام سے مشہور آیت اللہ سید محقق یزدی کے پاس مکاسب اور کفایہ اور ایک سال

آیت اللہ حجت کوہ کمرہ ای (مؤسس مدرسہ حجتیہ) کے پاس درس خارج میں شرکت کی۔ ان کے علاوہ آیات عظام سید صدرالدین صدر، محمد تق خوانساری، گلپایگانی، احمد خوانساری اور نجفی مرعشی سے بھی کسب فیض کیا۔ جب آیت اللہ بروجردی قم میں تشریف لائے۔ تو شہید دس سال تک ان کے فقہ واصول کے درس میں شرکت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے مرحوم امام رحمۃ اللہ اور علامہ طباطبائی کی بھی شاگردی بھی کی۔

۲۔ تبلیغی وتدریسی سرگرمیاں

حوزہ علمیہ میں طالب علمی کے آغاز سے ہی ان کی تبلیغی فعالیتوں کا آغاز ہوا۔ آپ کے بھائی کے مطابق شہید مطہری نذر کرتے تھے کہ اگر خدا نے توفیق دی تو بغیر کسی لالچ کے دین کی تبلیغ کریں گے۔ اور تبلیغ کے لئے مختلف دیہاتوں میں چلے جاتے تھے۔ ۵ سال تک ایران کے شہر آراک، ھمدان، اور نجف آباد میں دین اسلام کی تبلیغی فریضہ انجام دیا۔ شہید مطہری حوزہ میں تحصیل کے دوران تبلیغی فعالیتوں کے علاوہ ادبیات، فلسفہ، منطق، کلام، مکاسب اور کفایۃالاًصول پڑھاتے تھے۔ دوران تحصیل اور تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات جیسے جدلیاتی مادہ پرستی کا مطالعہ فرماتے تھے۔

۳۔ ثقافتی سرگرمیاں

قم سے تہران جانے کے بعد آپ ثقافتی کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ یونیورسٹی اور مدرسہ مروی میں تدریس کے علاوہ بعض جرائد جیسے مکتب تشیع اور مکتب اسلام کے ساتھ قلمی تعاون کرتے۔ ۱۹۵۷ء میں مکتب تشیع کی تاًسیس کے ذریعے اسی میں کام کرنے والوں کی فکری تربیت کرنا شروع کرتے تھے۔ اور ساتھ روح کی اصالت، قرآن اور حیات، توحید اور تکامل جیسے موضوعات پر اسی جریدے میں مضامین شائع کرتے۔ ۱۹۵۳ء میں سے جب مکتب اسلامی نامی جریدہ شائع ہونا شروع ہوا تو اس مجلہ کے بورڈ آف رائٹر کے ساتھ تعاون کیا اور نہج البلاغہ کی سیر، اسلام اور غرب میں جنسی اخلاق جیسے مضامین آپ کے قلم سے اس مجلے میں شائع ہوئے۔ تقریبا ۱۹۵۹ء میں اسلامی ڈاکٹروں کی انجمن قائم ہوئی جہاں ہر دو ہفتے میں ایک جلسہ ہوا کرتا تھا اور آپ ان جلسات سے خطاب کرتے تھے۔ توحید، نبوت، معاد، حجاب کا مسئلہ، اسلام میں غلامی، ربا، بینک اور بیمہ جیسے موضوعات پر ان جلسوں میں بحث کی۔

۴۔ سیاسی سرگرمیاں

شہید مطہری تہران میں قیام کے دوران علمی اور ثقافتی فعالیتوں کے ساتھ ساتھ مخفی طور پر سیاسی سرگرمیوں میں بھی مشغول رہتے تھے ۔ شہید اکثر اوقات سیاسی نظریات کو دینی مسائل کے ضمن میں بیان کرتے تھے ۔ ٦ جون ١٩٦٣ء کی اسلامی تحریک میں جب امام خمینی گرفتار ہوئے تو شاہی کارندوں نے شہید مطہری کو گرفتار کیا اور آپ ۴۰ دن تک جیل میں رہے ۔ جیل سے رہائی کے بعد بھی آپ سیاسی فعالیتوں کو جاری رکھتے تھے ۔ مسجد ہدایت میں آپ اپنی تقریروں میں غیر مستقیم امام خمینی کی تحریک کو روشناس کراتے تھے ۔ حزب مؤتلفہ اسلامی (متحدہ اسلامی کونسل) نامی تنظیم ایک فقہی اور سیاسی شورای تشکیل دی تھی ۔ شہید مطہری ہمیشہ اس شورای کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ تھے ۔ اور مشورہ دیتے تھے کہ ان کی سمت درست اور منطقی ہونی چاہیے ۔ اور منحرف تحریکوں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے ۔ انسان اور سرنوشت نامی کتاب شائع ہونے سے پہلے اس کے مضامین پمفلٹ کی شکل میں منتشر اور اس تحریک کے کارکنوں میں تقسیم ہوتے اور ان کو اس کی تدریس ہوتی تھی ۔

۵ ۔ آثار شہید مطہری :

آئینہ جام ۔ اخلاق جنسی در اسلام ، انسان کامل ، انسان و ایمان ، حماسہ حسینی ۲ جلدی ، حق و باطل ، سیری در نہج البلاغہ ، عدل الہی ، نظام حقوق زن در اسلام ، مسئلہ حجاب وغیرہ آپ کی یادگار کتب ہیں ۔ اس کے علاوہ بہت ساری کتابیں مجموعہ اثار اور یادداشت کی شکل میں موجود ہیں ۔ جن میں سے ہر کتاب و موضوع معاشرہ کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ۔

منابع :

مصلح بیدار (محمد حسین واثقی)

مجموعہ آثار شہید مطہری

تحریر : عباس صابری

شہید مطہری کی فکری، علمی وسماجی خدمات

تاریخ ہمیشہ سے ایسے عظیم انسانوں کے افکار اور عمل کی گواہ رہی ہے جنہوں نے بڑی محنت، مشقت، تقویٰ وروحانیت سے گزرتے ہوئے اعلیٰ درجات حاصل کیے اور مختلف میدانوں میں عظمت کے اعلیٰ مناز پر فائز ہوئے اور معاشرہ کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر روشنی اور ہدایت کی طرف لے آئے۔ ان میں سے ایک عظیم شخصیت شہید آیت اللہ مرتضی مطہری ہے آپ کا شمار عرصر حاضر میں تاریخ اسلام کے ممتاز اور منفرد اسلامی اسلامی اسکالرز میں ہوتے ہیں جنہوں نے بڑی محنت اور جدوجہد کے ساتھ تمام اسلامی شعبوں میں اہم کردار ادا کیا۔

ان کی تحریریں فلسفیانہ، سماجی، اخلاقی، کچھ فقہی، تاریخی۔ اور دیگر مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں لیکن ان سب کا عمومی مقصد ایک بات ہے اور یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ سے حقیقی اسلام او جھل ہے، حقیقت پر خرافات کا غلبہ ہے اس لئے انہوں نے اسلام کے حقیقی چہرے سے معاشرہ کو آگاہ کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ آپ کا تخصص اسلامی علوم میں بعض شعبوں جیسے ۱۔ فلسفہ، ۲۔ فقہ ۳۔ اصول اجتہاد کے درجے پر تھا۔

اپنے خالص اور حقیقی افکار و نظریات کے ساتھ انہوں نے مختلف علمی، ثقافتی، سماجی اور سیاسی شعبوں میں سیمیناروں اور ماہرین تعلیم کے درمیان عظیم کارنامے اور نتائج چھوڑے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو دور حاضر کے علوم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور اس کی حیات بخش تعلیمات پر تحقیق کر کے اسے صحیح طور پر سمجھ کر، مختلف یلغاروں اور شکوک وشبہات کا مقابلہ کا منطق واستدلال کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اسلام میں در آنے والی تحریف، بدعت اور کج روی کو واضح وروشن کیا۔

شہید مطہری کا امام خمینی کی اطاعت

اپنے تمام تر علمی سماجی، ثقافتی مشاغل اور دیگر مصروفیات کے باوجود امام خمینی کا یہ شاگرد امام اور انقلاب سے ایک لمحے کے لیے بھی الگ نہیں ہوا، اور امام خمینی کی رہبری میں انقلاب کی کامیابی میں شہید مطہری کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ آپ امام کے پیغام کو مسلسل عوام تک پہنچتے رہے اور اس سلسلے میں انتہائی جانثاری کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کیا۔

شہید مطہری کا اسلامی انجمنوں کی سرپرستی

جب امام خمینی رہ نے آپ کو کچھ دوسرے امور کے علاوہ اسلامی انجمنوں کی سرپرستی کی عظیم ذمہ داری سونپی تو آپ کی قائدانہ صلاحیتوں نے وہ کرشمے دکھائے کہ وہ انجمنوں سمیت شاہ کے نوکروں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے اور آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر ایک مومن کی نصرت کام آگئی وہ شخص جو قضاوت کے محکمے میں تھا اور قم میں کچھ عرصے تک آپ کے شاگردوں کے حلقے میں رہ چکا تھا، چنانچہ آپ گرفتار ہونے سے بچ گئے۔

شہید مطہری نے انجمنوں کی سرپرستی، مسجدوں کی امامت، بیش بہا اور تقریروں کے سلسلے کو مسجد ہدایت، اور مسجد جامع نارمک وغیرہ میں جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ لمحے بھر کے لیے بھی اس جامع علوم و فنون شخصیت نے تصنیف و تالیف سے ہاتھ نہیں روکا ،اور تصنیفی کام میں دقیق اور مشکل علمی بحثوں سے گریز کرتے ہوئے کہ جو صرف علماء کے کام آتی ہیں عام طبقہ کے لوگوں کا بھی خیال رکھتے ہیۓ آپ نے سماج کے فکری لحاظ سے متوسط طبقے اور عوام کو اپنا مخاطب قرار دیا۔

امام خمینی کے جلاوطنی کے دوران میں آپ کا کردار

امام خمینی کے جلاوطنی کے تمام عرصے میں استاد مطہری ہمیشہ امام سے رابطہ میں رہتے تھے اور ایران میں آپ کو امام کے فکر کا سب سے نمایاں نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ جب امام نجف میں تھے آپ نے نجف جاکر امام سے ملاقات کی اور قم میں مدرسہ کی صورتحال اور اسلامی تحریک کے مسائل کے بارے میں ان سے تبادلہ خیال کیا۔ عام طور پر ان کے اور امام کے درمیان ہمیشہ خط و کتابت ہوتی تھی اور اب بھی بہت سے خطوط دستیاب ہیں۔

ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام سے کسی نے بھی اتنی محبت نہیں کی جتنی کہ وہ کرتے تھے ۔ چونکہ انہوں نے تحریک کی اہمیت کو پہچان لیا تھا، اس لیے ااپنی پوری کوشش انقلاب کو کامیاب کرنے اور کامیبی کے بعد اس کو استحکام عطا کرنے میں خرچ کیا ۔

جب اسلامی انقلاب کامیاب ہوا تو ریڈیو کے اناؤنسر کا پہلا جملہ یہ تھا کہ ''یہ ایرانی انقلاب کی آواز ہے ۔'' استاد مطہری ناراض ہوئے کہ انہیں ''اسلامی انقلاب'' کہنا چاہیے ۔ انہوں نے بھی اسی حساسیت کا مظاہرہ کیا ۔ شہید مطہری نے پاسداران انقلاب اسلامی کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کیا اور ایسے ادارے کے وجود کو خاص طور پر مسلح دانقلابی فوج کے وجود کے پیش نظر فوری اور ضروی سمجھا ۔.

تحریر : نرگس خاتون علیار

شہید مطہری کی چار نمایاں خصوصیات

مقدمہ :

شہید آیت اللہ مرتضی مطہری بلند پایہ شخصیات میں سے ہیں۔ جنھوں نے اسلام و مسلمین کے لئے اہم کردار ادا کئے ہیں۔ آپ علم و عمل میں اعلی درجے پر فائز تھے۔ ایک عالم با عمل ہونے کے ساتھ ایک ماہر استاد و مفکر بھی فکر تھے۔ اپنے علم و فکر سے دشمنوں کے تمام ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ ان کے پشت پردہ سازشوں سے پردہ ہٹا کر ان کو بے نقاب کیا۔

شہید مطہری کی زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے تو خدا کے حقیقی عاشق تھے۔ اور دین کے حقیقی پیرو کار تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے دوستوں کو بھی دین پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کرتے اور جو خود عمل کرت تھے۔

شہید مطہری کی بہت سی خصوصیات ہیں جن پر ہم اپنی زندگی میں عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ مگر یہاں چند نمایاں اوصاف پیش کریں گے۔۔

۱۔ شہید مطہری اخلاص کا پیکر

اخلاص ایک ایسا اکسیر ہے، جس کے ذریعہ عبادت، خدا کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لائق بن جاتی ہے۔ جس عمل میں اخلاص پایا جائے، خدا اسے جلدی قبول اور حکمت کے دروازے کھول دیتا ہیں۔

رسول خدا ص سے روایت ہے کہ :

"اگر کوئی بندہ اپنے عمل کو چالیس روز تک صرف و صرف خدا کے لیے انجام دے تو اس کے قلب و روح سے علم و حکمت کے چشمے نکل کر زبان پر جاری ہو جائیں۔۔۔۔۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

"اخلاص ایک ایسی دانشگاہ ہے کہ چالیس روز ہی میں انسان کو فارغ التحصیل کر کے سند حکمت عطا کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔"(۱)

جب انسان مخلص ہوتا ہے تو خدا قرآن مجید میں اس کی یوں تعریف کرتا ہے :

"اے پیغمبر اس کتاب (قرآن) میں موسی کا تذکرہ کرو! اس لئے کہ وہ ایک مخلص بندے ، رسول اور نبی تھے"(۲)

شہید مطہری، اولیاء اور انبیاء کی سیرت کے مطابق خلوص کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے ، آپ کہتے کہ : کام کو اپنے لئے کرنا نفس پرستی، دوسرے انسانوں کے لئے کرنا بت پرستی، اپنے اور دوسرے سب کے لئے کرنا شرک اور صرف خدا کے لیے کام انجام دینا توحید اور خدا پرستی ہے ۔

آپ کہتے تھے کہ کام ہونا چاہیے نام چاہے کسی کا بھی ہو۔

حسینہ ارشاد میں ڈاکٹر شریعتی کے آجانے سے جوانوں کے درمیان آپ کی شہرت پر کافی اثر پڑا تھا لیکن آپ اس کی فکر نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کا پورا ہم و غم یہی تھا کہ اسلامی افکار لوگوں تک منتقل ہونی چاہئیں ، چاہے کسی کے بھی ذریعہ ہوں ۔

۲ ۔ شہید مطہری عاشق نماز :

شہید مطہری نماز کے معاملے میں بہت سنجیدہ تھے ۔ ہمیشہ اول وقت نماز ادا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اول وقت نماز پڑھنے کی تاکید کرتے تھے ۔ شہید مطہری نماز کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے ، چاہے کتنا بھی ضروری کام ہو، اگر نماز کا وقت ہوگیا تو اسے فورا ترک کر دیتے تھے ۔

نماز کو پورے خضوع و خشوع اور اس کے تمام آداب کے ساتھ بجالاتے تھے ۔ اپ گھر کے لباس میں نماز نہیں پڑھتے خاص طور سے صبح کی نماز عام لوگ سونے کے لباس ہی میں پڑھ لیتے ہیں ، لیکن استاد مطہری عبا قبا پہن کر اور عمامہ لگا کر نماز پڑھتے تھے ، تاکہ پوری آمادگی اور اہتمام کے ساتھ نماز ادا کی جاسکے اور یہ محسوس نہ ہونے پائے کہ نماز ایسے ہی ایک معمولی کام ہے ۔

استاد مطہری واجب نمازوں کے علاوہ نوافل کا خاص خیال رکھتے تھے ، خاص طور سے نماز شب کا اور نماز شب کی آہ وزاری گریہ اور مناجات کے ساتھ ادا کرتے اور نماز شب کے وقت اپنے دوستوں کو یہ کہہ کر جگاتے تھے :

"سوئیں نہیں اس سے شیطان خوش ہوتا ہے ۔"

آیت اللہ العظمی خامنہ ای مدظلہ فرماتے ہیں کہ :

"یہ شخص آدھی رات کو آہ وزاری کے ساتھ نماز شب پڑھتا تھا اور اس طرح گریہ کرتا تھا کہ اس کی آواز سے لوگ نیند سے بیدار ہوجاتے تھے."(۳)

آپ کے ایک دوست نقل کرتے ہیں :

"آپ نماز شب، ذکر خدا میں، شب بیداری اور خدا سے راز و نیاز کے بہت پابند تھے ۔ شروع ہی سے مجھے نماز شب کی تاکید کرتے تھے ۔کہتے تھے کہ "نماز شب سے انسان میں معنویت پیدا ہوتی ہے اور روح کو تازگی ملتی ہے."میں یہ بہانہ بنا دیتا تھا کہ مدرسہ کے حوض کا پانی گندہ اور کھارا ہے اس سے میری آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے ۔ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے بیدار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں عثمان بن حنیف مولائے کائنات کا نمائندہ ہوں، مولا نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اٹھو اور نماز شب پڑھو، اور یہ یہ خط تمہارے لئے دیا ہے ۔ میں نے اس خط کو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا : (ھذه برائۃ من النار یعنی یہ جہنم سے نجات کا پروانہ ہے)۔

اچانک میری آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ شہید مطہری مجھے جگا رہے ہیں، ان کے ہاتھ میں پانی کا ایک لوٹا ہے ۔ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں "اٹھو اور آج تمہارا یہ بہانہ نہیں چلے گا اس لیے کہ یہ پانی میں نہر سے بھر کر لایا ہوں ۔

۳۔ مضبوط و محکم ارادہ :

دینی اقدار کی بقا میں ثابت قدمی خدا کے خاص بندوں کے عزم محکم اور قوی ارادہ کی دلیل ہے ، ۔ جب تک کوئی ثابت قدم نہ ہو وہ کبھی بھی اپنے ہدف کو حاصل نہیں کر سکتا ۔

اسی طرح شہید مطہری کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ قرآن اور اسلام کی حمایت میں پوری طاقت کے ساتھ میدان میں آجاتے تھے، آپ کو اسلام کے بارے میں کسی بھی طرح کا انحراف برداشت نہیں تھا، ملحدانہ اور منافقانہ فکر کے مقابل اپنے پورے وجود کے ساتھ ڈٹ جاتے تھے۔ اور کبھی اپنے ارادہ کو کمزور نہیں پڑنے دیتے۔۔

ایک بار اپنے دوستوں سے فرمایا: میں ان منافقوں سے مقابلہ کروں گا، ممکن ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کردیں لیکن مجھے جو کہنا ہے وہ کہتا رہوں گا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اسلام کے لئے خطرناک ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم پمفلٹ نکالتے رہیں اور ان لوگوں کے بارے میں دینی نظریہ لوگوں کے سامنے واضح کرتے رہیں۔ (۴)

استاد مطہری دو غلے قسم کے حریت پسند افراد کی ان حرکتوں کے سامنے پوری قوت اور مضبوطی کے ساتھ ڈٹ گئے جو انقلاب اسلامی کی کامیابی کے اوائل ہی میں اس انقلاب کی اسلامی صورت کو مسخ کرنے کی غرض سے انجام دی جارہی تھیں، اس سلسلے میں آپ کو مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا اور اذیتوں کا بھی لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

۴۔ شہید مطہری کی دوراندیشی

شہید مطہری ایک دوراندیش اور مستقبل پر نظر رکھنے والے مفکر تھے۔ کوئی بھی کام بغیر سوچے سمجھے انجام نہیں دیتے تھے، ہمیشہ غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اس بات پر نظر رکھتے تھے کہ کس کام میں کس وقت کس سے اور کس طرح کام لیا جائے، کس گروہ سے کام لینا چاہیے اور کس گروہ سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے آپ کی ایک صفت یہ تھی کہ آپ مستقبل کے حادثات کے بارے میں مطمئن رہتے تھے، آپ انقلاب کے سلسلے میں بھی ہر کسی سے مدد لینے کے قائل نہیں تھے۔ اپ کہتے تھے کہ ہمارا مقصد شاہ کو ایران سے بھگانا نہیں ہے بلکہ اسلام کو رائج کرنا ہے، لہذا ایسے لوگوں کو اپنے سے دور کرنا چاہیے جو بظاہر تو ہمارے موافق ہوں لیکن درحقیقت اسلامی انقلاب کے بعد بھی اسلامی قوانین کا اجر نہیں ہو پائے گا اور بے دین لوگ یہ نعرہ لگاتے پھریں گے ہم نے انقلاب برپا کیا ہے، اس بارے میں آیت اللہ مہدوی کنی فرماتے ہیں: استاد مطہری دس سال کی بات کو ہم سے پہلے سمجھ لیتے تھے (۵)۔

امام خمینی کے بعد جس نے سب سے پہلے منافقوں اور مارکسیٹوں کی جماعت کی حقیقت کو جانا وہ شہید مطہری ہی کی ذات تھی آپ اسلامی معارف نئے مکاتب فکرع مختلف گروہوں کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرتے تھے ، اسی وجہ سے آپ نے سب سے زیادہ ان لوگوں کو پہچانا ، کیونکہ آپ نے ان لوگوں کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا تھا سوچ ان کے مقاصد سے واقف تھے ۔

آپ کی دوراندیشی ذہانت اور مستقبل پر نظر کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے دوستوں کو مہدوی ہاشمی سے خبر دار رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے اور یہ کہتے تھے یہی شخص "مرحوم شمس آبادی" کا قاتل ہے ۔ کئی سال بعد اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئی اور وہ پکڑا گیا ، اس کا جرم ثابت ہو گیا اور پھانسی پر چڑھا یا گیا ۔

خلاصہ یہ کہ آپ دوسروں سے جلدی خطروں کو بھانپ لیتے تھے جس کے نتیجے میں پہلے ہی سے ان سے مقابلہ کرنے کی پلاننگ بنا لیتے تھے ۔

نتیجہ : شہید مرتضی مطہری کے اندر وہ تمام خصوصیات جمع تھی ، جن کی قرآن و سنت نے تاکید کی ہے ۔ ایمان ، اخلاص ، عمل صالح ، بابصیرت ، باصلاحیت ، شجاعت ، دیانت ، دلیری ، حکیم ، مبلغ ، مجاھد ، شہادت سے عشق ، تقوی و پرہیز گاری یہ تمام خصوصیات آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ آج بھی اگر کوئی جوان اسلام کو اس کی گہرائی سے سمجھنا چاہے تو آپ کے علمی آثار اور کتب آپ کی جگہ ہمارے درمیان موجود ہے ۔ جس کی تاکید امام راحل اور رہبر حکیم نے بار بار کی ہیں ۔ ۔

ہمارے لیے ضروری ہے کہ شہید مطہری کے آثار سے رہنمائی لیتے ہوئے ان کو اپنا علمی ، فکری ، معنوی استاد بنائیں ۔

حوالہ جات :

۱ ۔ اسرارِ نماز ۲ ۔ سورہ مریم ، آیت : ۵۱ ۳ ۔ مثالی لوگ / شہید مطہری ص، ۵۷ ۴ ۔ شہید مطہری ص، ۔ ۶۰

۵ ۔ شہید مطہری

تحریر : بشری علوی

شہید مطہری کی نگاہ میں مسلمانوں کا زوال کیوں اور کیسے ؟

ہر مکتب کی اجتماعی ترقی اور تکامل کے اسباب ہوتے ہیں اسی طرح ان کی انحطاط اور تنزلی کے بھی اسباب ہوتے ہیں۔

لیکن پسماندگی اور عقب ماندگی کی اندازہ گیری معیار کے حساب سے کی جاسکتی ہے مثلا ممکن ہے کسی کے نزدیک پسماندگی مادی و اقتصادی ہو اور کسی کے نزدیک اس کا معیار فقط مادی نہ ہو بلکہ دینی، فرھنگی، اقتصادی اور نظریاتی ہو۔ اس صورت میں اسکے معیارات پہلے والے سے مختلف ہونگے۔

جس طرح مسلمانوں کی پسماندگی کے علل واسباب مختلف شخصیات نے بیان کیے ہیں اسی طرح شہید مطہری رح نے بھی اسکے درج ذیل علل واسباب بیان کیے ہیں۔

پہلا سبب :

حاکمان اسلام کی اقتدار پرستی

سقیفہ تشکیل دینے اور خلافت اسلامی غصب کرنے کے بعد سے، مسلمانوں کی حاکمیت ایسے حکام کے ہاتھ آئی جو احکامات اسلامی پر عمل پیرا ہونے کی بجائے خلافت کو روم اور ایران کے بادشاہوں کی طرز عمل پر سلطنت میں بدلنے میں مصروف رہے اور بدلا کے دکھا بھی دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی پسماندگی کا آغاز ہوگیا۔

دوسرا سبب :

حکام اسلامی کے ذریعے لہو ولعب کا پرچار ہونا

شہید مطہری رح مزید فرماتے ہیں کہ خلفاء اسلامی نے اسلامی مراکز میں احیاء دین کی بجائے عیاشی کے اڈے کھول دیے اور لہو ولعب کا بازار گرم کیا جس کی وجہ سے نہ فقط اخلاقی فسادات سر اٹھانے لگے بلکہ مسلمان شہوات اور تمایلات نفسانی کے دلدل میں گرفتار ہو گئے۔

تیسرا سبب :

عدالت اجتماعی کا فقدان

معاشرے میں عدل وانصاف نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں کمزوریاں پیدا ہوگئیں کہ لوگ بے عدالت رعایا سے متنفر ہو کر انکے دلوں میں حسد، کینہ، اور عداوت جیسی بیماریاں پھوٹ پڑیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ عدالت اجتماعی، اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تمام معنویات کی بنیاد شمار ہوتی ہے۔

چوتھا سبب :

دین اور سیاست میں جدائی *

اس نظریہ کی وجہ سے آج مسلمانوں کی حالت بدتر ہو رہی ہے اس نظریہ کے خلاف آواز حق بلند کرنے والا امام خمینی رح سے پہلے سید جمال الدین اسد آبادی تھا۔

حق بات تو سید حسن مدرس نے کی اور موصوف کا یہ جملہ زبان زد خاص وعام ہے :

ہماری دیانت عین سیاست اور ہماری سیاست عین دیانت ہے۔

پانچواں سبب

وحدت کا فقدان اور تفرقہ باز

مسلمانوں کی عقب ماندگی اور پسماندگی کی ایک علت تفرقہ بازی ہے۔

وحدت، اجتماع اور معاشرے کی زندگی ہے۔

پیغمبر اکرم ص فرماتے ہیں : "مومنین کا ایک دوسرے سے ہمدلی، دوستی اور باھمی روابط، ایک جسم کی مانند ہے" اس حدیث شریف کی تشریح میں شہید لکھتے ہیں کہ جسم کے ایک عضو کو درد ہوجائے تو اسکا احساس دوسرے اعضاء کو بھی ہوتا ہے۔ لیکن عیاش بادشاہوں نے دوسروں کے دکھ درد کا مرحم بننے کی بجائے ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کردار ادا کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے آہستہ آہستہ تعلیمات اسلامی سے عقب نشینی اختیار کی اور پسماندگی کی طرف چلے گئے۔

نتیجہ : کتاب "انسان و سرنوشت" کے مقدمہ میں آپ مزید لکھتے ہیں کہ کچھ مغربی دانشوروں نے مسلمانوں کی پسماندگی کی وجہ اسلام کو سمجھا ہے لیکن یہ بات واضح ہے اور مزید واضح ہوجائے گی کہ دین اسلام، لحہ بھر کے لیے بھی پسماندگی کا سبب نہیں بنا ہے بلکہ مسلمان خود تعلیمات اسلامی سے دور ہو گئے ہیں۔ آج کے زمانے میں پیدا ہونے والے انحرافات توحید، نبوت اور امامت میں تحریف کرنے کی وجہ سے ہیں۔ صبر، تقوا اور توکل جیسے کامیابی کے اسباب آج کے زمانے میں مسخ ہو گئے ہیں۔ جب تک مسلمان تعلیمات اسلامی پر عمل پیرا نہیں ہونگے اور اسلام کا حقیقی چہرہ واپس نہیں لائیں گے۔ پسماندگی کی دیوار نہیں گر سکتی۔

ترا وجود سراپا تجلی افرنگ کہ   تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر

مگر یہ پیکر خاکی خودی سے ہے خالی   فقط نیام ہے تو، زرنگار و بے شمشیر!

منابع :

۱۔ کلیات اقبال، ضرب کلیم، ص ۳۳

۲۔شہید مطہری، کتاب انسان و سرنوشت، ناشر : صدرا، تہران، چاپ ۱۳۹۰

۳۔شہید مطہری، کتاب، خدمات متقابل اسلام، ص/۳۱، ناشر صدرا

https://shaheederabe.com/ur-۴

https://www.farsnews.ir/amp/13911224000742-5

تحریر: اکبر ترابی

تحریف کے علل واسباب اور نقصانات شہید مطہری کی نگاہ میں

چشمے سے پھوٹنے والا پانی صاف اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے لیکن جیسے جیسے یہ اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے اس کی رنگ اور بو میں بتدریج تبدیلی آتی رہتی ہے اور اپنی صفائی اور شفافیت کو کھو دیتا ہے پس اس میں موجود آلودگی، اگر نظر آئے تو یہ خود اس پانی سے پرہیز کرنے کا سبب بنتی ہے لیکن اگر یہ پانی کسی خطرناک نامحسوس جراثیم کے ساتھ گھل مل جائے تو اس صورت میں ظاہری طور پر تو یہ پانی صاف وشفاف نظر آئے گا لیکن اندرونی طور پر خطرناک ہوگا لھذا اس کے خطرہ کو پہچاننے اور اس سے بچنے کا واحد راستہ ماہر افراد کی طرف رجوع کرنا اور انکی ہدایت کے مطابق اس سے پرہیز کرنا ہے۔ مذہبی عقائد اور تعلیمات بھی اسی بہتے ہوئے پانی کی طرح وحی کے چشمے سے متصل ہیں۔ اسلام، دینِ خاتم اور عالمگیریت کا دعویدار ہونے کے ناطے شروع ہی سے تحریف کے خطرے سے دوچار رہا ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسے دوست اور دشمن دونوں کی طرف سے نقصان پہنچایا گیا لھذا ممکن ہے وقت گزرنے کے ساتھ مختلف گروہ اور افراد کی طرف سے مختلف وجوہات اور مقاصد کے تحت اس میں تحریف واقع ہوئی ہو پس اسی بنا پر مذہبی عقائد اور تعلیمات کا بھی ہمیشہ اس کے ماہرین کے ذریعے ہی جانچ پڑتال اور صفائی ہونی چاہئے اور ہر دور میں صالحین کی ایک جماعت، دین کی حفاظت کا بوجھ اٹھانے کے ساتھ اہل باطل اور ناداں دوستوں کی غلط تاویلات اور تحریفات کو دین سے دور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہے چونکہ علماء غیبت کے زمانے میں مذہبی عقائد کے محافظ ہیں اسی وجہ سے علماء کرام ہمیشہ دین کے اصولوں اور بنیادوں میں تحریف اور انحراف کے حوالے سے حساس رہے ہیں اور انہوں نے اپنی علمی، ثقافتی اور عملی کوششوں سے معاشرے کو تحریف کرنے والوں کے حملوں سے دور بھی رکھا ہے لیکن ان میں سے بعض علماء، نمایاں کارکردگی کے حامل رہے ہیں انہی میں سے ایک شہید مطہری کی ذات ہے انہوں سے اس مشن کی تکمیل کی راہ میں جام شہادت نوش کیا استاد شہید مرتضی مطہری اس عظیم مشن کے حوالے سے یوں فرماتے ہیں :

پہلا عہدہ، جو دور خاتم میں انبیاء سے علماء کی جانب منتقل ہوا ہے وہ دعوت، تبلیغ، رہنمائی اور تحریف و بدعات کے خلاف جدوجہد کا عہدہ ہے۔۔۔۔۔ تحریف اور بدعت کا باعث بننے والے اسباب ہمیشہ سے تھے اور ہمیشہ رہیں گے لھذا امت کے عاقل اور پڑھے لکھے افراد ہی تحریفات اور بدعتوں سے لڑنے کے ذمہ دار ہیں۔

تحریف کا مفہوم

تحریف، جو عربی میں "حرف" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز کو اس کے اصل راستے سے ہٹا دینا۔

اقسام تحریف

شہید فرماتے ہیں کہ: تحریف کے بہت سارے اقسام ہے ان میں سے اہم ترین تحریف لفظی اور معنوی ہے۔

تحریف لفظی:

لفظی تحریف سے مراد کسی چیز کی ظاہری شکل کو بدلنا ہے۔ مثال کے طور پر، کسی نے آپ سے کچھ کہا اور آپ اس کی بات میں کچھ کمی یا کچھ اضافہ کر کے پیش کرے یا اس کے جملوں کو اس طرح آگے پیچھے کرے کہ اس کا مفہوم ہی بدل جائے پس ظاہری شکل وصورت میں تبدیلی لانے کو تحریف لفظی کہا جاتا ہے۔ے

تحریف معنوی:

تحریف معنوی میں اس کی ظاہری شکل وصورت کو تبدیل نہیں کیا جاتا لیکن اس لفظ کی توجیہ اس طرح کی جاسکتی ہو کہ اس کا صحیح مفہوم اور کہنے والے کا مطلب بھی یہی ہو اور اس کی ایک اور توجیہ بھی ممکن ہو جو آپ کے مقصد اور ہدف کے مطابق ہو لیکن کہنے والے کا مقصود نہ ہو تو اس کو تحریف معنوی کہا جاتا ہے۔

تحریف کے حوالے سے شہید مطہری کی حساسیت

شہید مطہری نے ایک طرف اپنے آپ کو معارف اہلبیت علیہم السلام کے آب زلال سے سیراب کیا تھا اور دوسری طرف وہ دنیا میں موجود مختلف افکار، نظریات، مکاتب فکر اور مسالک سے مکمل اور گہری واقفیت بھی رکھتے تھے انھی نمایاں خصوصیات کے بنا پر انھوں اپنی فطری صلاحیتوں اور ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے نسل نو کو اسلام سے آشنا کرنے کے علاوہ اسلام کے چشمہ زلال کو تحریف سے آلودہ کرنے کے لئے استعمار کی طرف سے ہونے والی مذموم کوششوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا چنانچہ دشمن جس راستے سے بھی داخل ہو کر چشمہ ہدایت کے آب زلال کو تحریف کے جراثیم سے آلودہ کرنا چاہتا تھا شہید مطہری ان کے سامنے چٹان بن کر کھڑے ہو جاتے اور ان کے ناپاک عزائم کو ناکام بناتے ہوئے ان کے مذموم چہروں کو بے نقاب کرتے تھے ۔ تحریف کے حوالے سے علماء کی ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جب حالات ایسے ہو جائیں کہ حق اور باطل، صحیح اور غلط کی پہچان دشوار ہو جائے تو ایک دینی رہبر اور رہنما کا بنیادی فریضہ صحیح راستہ کی ہدایت اور انحرافات اور تحریف کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے

رہبر معظم فرماتے ہیں کہ :

میری نظر میں انحرافی نظریات کا مقابلہ کرنے میں شہید مطہری کو اولین درجہ حاصل ہے... ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ شہید مطہری امام خمینی کے بعد تحریف کے حوالے سے سب سے زیادہ حساس تھے ۔

شہید مطہری انحرافی نظریات اور اسلام کی غلط تفسیر کو استعماری طاقتوں امریکہ اور سویت یونین سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے آج اسلام کو جس چیز سے خطرہ ہے وہ صرف امریکہ اور دوسری استعماری طاقتیں ہی نہیں بلکہ اسلامی احکام کی غلط تفسیر اور ان میں تحریف کرنا زیادہ خطرناک ہے ۔

تحریف کے علل و اسباب

شہید کی نظر میں تحریف کے اسباب و عوامل دو قسم کے ہیں ایک عمومی عنصر اور دوسرا خصوصی

الف : عمومی عنصر، عام طور پر ایسے عوامل ہوتے ہیں جو تاریخ کو مسخ کرتے ہیں لیکن کسی خاص واقعے سے مخصوص نہیں ہے ۔

ب : دوسرا خصوصی جوکہ افسانے، قصے اور کہانی تخلیق کرنے کا انسانی رجحان ہے اور یہ عنصر دنیا کی تمام تاریخوں میں موجود ہے چونکہ تمام انسانوں میں اپنے قومی اور مذہبی شخصیات سے محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کے بارے میں مختلف قصے اور افسانے بھی گھڑ لیتے ہیں۔

تحریف کے نقصانات شہید کی نظر میں

شہید فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کوئی یہ کہے، تحریف میں کیا حرج ہے؟ نقصان کیا ہے؟ خطرہ کیا ہے؟

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر چیز کے لئے ایک آفت ہوتی ہے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے ہیں

آفۃ الدین ثلاثۃ : فقیہ فاجر، امام جائر، مجتہد جاہل دین کی آفت تین چیزیں ہیں : ١۔ بدکار اور فاسق دانشمند ٢۔ ظالم رہبر ٣۔ نادان مقدس (عابد)

جس طرح ہر چیز کے لئے ایک آفت ہوتی ہے اسی طرح دین، آئین اور مسلک کی بھی اپنی مخصوص آفت ہے رسول گرامی ص نے جن تین گروہ کا ذکر فرمایا لیکن دین میں تحریف ان میں سے دو گروہ (بدکردار و فاسق عالم اور نادان مقدس) کی طرف سے ہوتا ہے یہ دو گروہ دین کی آفت ہے جو دین کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اسلام سے تعلق اور محبت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دین کو بعینہٖ اسی حالت میں قبول کیا جائے جیسا کہ اللہ نے بھیجا اس میں کوئی تبدیلی، کمی یا اضافہ اسلام سے محبت کے خلاف ہے ایسا کرنے والا درحقیقت بزبان حال یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ دین اسلام کامل نہیں ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریف دین کو ناقابل جبران نقصان پہنچاتا ہے مثال کے طور پر جب کسی کتاب میں تحریف کی جائے تو تحریف شدہ کتاب (چاہے تحریف لفظی ہو یا معنوی) اگر کتاب ہدایت ہو تو گمراہ کرنے والی کتاب میں بدل جاتی ہے سعادت کی کتاب ہو تو شقاوت کی کتاب بن جاتی ہے اور اگر انسان کو کمال کی طرف لے جانے والی کتاب ہو تو بجائے کمال کے زوال کی طرف لے جاتی ہے یعنی تحریف اس کی حقیقت کو ہی یکسر بدل کر بے خاصیت بنا دیتا ہے درحقیقت تحریف، دین پر ایک غیر مستقیم کاری ضرب اور اسلام کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کے مترادف ہے۔

منابع : ١۔ ختم نبوت، مرتضی مطہری، صدرا، ١٣٩٦ش

۲ـ حماسه حسینی مرتضی مطهری، صدرا، ۱۳۷۹ش

۳ـ پیرامون انقلاب اسلامی)، مرتضی مطهری، صدرا، ۱۳۷۸ش

۴ـ مطهری مطهر اندیشه ها، صدرا، ۱۳۸۰

تحریر : الیاس حسین مدرس

عدالت شہید مطہری کی نگاہ میں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ : بتحقیق ھم نے اپنے رسولوں کوواضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔

مقدمہ :

اسلام اور انسانی وسیاسی علوم کے بنیادی ترین اہداف ومفاہیم میں سے ایک ہدف ومفہوم عدالت ہے۔ اس مفھوم کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور کوئی بھی اس کی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتے۔

عدالت ایک ایسی صفت ہے جو خدا اور مخلوق دونوں کے نزدیک محبوب ہے۔ خداوند متعال نے خود کو اس عظیم صفت کے ساتھ متصف کرتے ہوے فرماتا ہے کہ :

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوای کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور اہل علم نے بھی یہی شھادت دی ہے, وہ عدل قائم کرنے والا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں, وہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔

اس کے علاوہ دنیا میں موجود تمام ادیان چاہے وہ آسمانی ہو یا غیر آسمانی۔ سب نے عدالت کی اس مفہوم کی طرف توجہ کی ہے اور عدالت کو اصلی اہداف یا مہم۔ اہداف میں سے شمار کیا ہے اس سے عدالت کی اہمیت کے ساتھ اس کا عالمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔۔

دین مبین اسلام کی نگاہ سے جب اس عظیم مفہوم کی طرف دیکھتے ہیں تو دین اسلام میں بھی عدل کی بہت زیادہ مقام و اہمیت ہے ۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید نے متعدد آیات کے ذریعے عدل کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے ۔

جب مفہوم عدالت کو تاریخ کے تناظر میں ہم دیکھتے ہیں تو طول تاریخ میں عدالت کے پرچمدار، ظالمین کے ساتھ بر سر پیکار نظراتے ہیں ۔ تمام انبیاء اور ائمہ اطہار نے اپنی پوری زندگیوں کو عدالت کے اجراء کے لیے صرف کیئے ۔ خصوصا علی علیہ سلام پیکر عدل الہی تھے اور اسی شدت عدالت کی وجہ سے آپ کو لوگوں نے برداشت نہیں کیا اور ان کو شہید کیا (قتل علی ابن ابیطالب بشدت العدل)

اسی طرح تاریخ اسلام میں عدالت کے عظیم مفہوم کے لیے سختی جدوجہد کرنے والی ایک عظیم ہستی کا نام *شہید مطہری* کی ہے جنہوں نے معاشرے میں عدالت قائم کرنے اور عدل کی حقیقی مفہوم کو دنیا تک پہنچانے میں پوری کوشش کی ۔ ۔

جب بھی کوئی شخص ظلم, جنایت, کفر و فساد کے مقابل میں آتا ہے اور مشکلات کا سامنا کرتا ہے ۔ تو شوق عدالت و حقیقت کا جذبہ اس کے اندر بیدار ہوتا ہے ۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ :

بتحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔

لغت میں عدالت دو چیزوں کے درمیان برابری کے معنی میں ایا ہے

عدالت کی بہت سی تعریفیں کی گئ ہیں ۔ لیکن اس کا مفہوم ایک فطری امر ہونے کی بناء پر سب نے ایک ہی طرح کی تعریف کی ہے ۔ اگر ان سب کو ایک ہی جامع تعریف میں بیان کرنا چاہیں تو یوں ممکن ہے کہ

عدالت :

وضع شيء في موضعه و اعطاء كل ذي حق حقه۔

ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھنا اور ہر صاحب حق کو اس کا حق عطا کرنا۔

شہید مطہری رح نے کتاب عدل الٰھی میں عدالت کی چار تعریف بیان کیا ہے ان میں سے ایک فقط عدل الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

الف : موزوں و تعادل ہونا عدل ہے یعنی ایک عادل اجتماع و معاشرے میں افراد کے درمیان توازن و تعادل ہو ایسا معاشرہ جس میں مختلف اجزاء ہوں اور ایک خاص ہدف کی طرف جارہا ہو تو اس میں توازن کے لیے ضروری ہے کہ اس کے احتیاجات کو پورا کیا جائے۔ یہاں شہید انفرادی حق کو اجتماعی حق پر قربان کرنے کو قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ اسلام نے انفرادی نظر کو بھی اہمیت دی ہے پس ہر قسم کی تبعیض کی نفی کرتا ہے۔

ب : عدل مساوات کے معنی میں ہے یعنی مساوات برابری و ہر قسم کی تبعیض کی نفی کا نام عدل ہے۔

ج : عدل یعنی ظلم کے مقابلے میں ہر صاحب حق کو اس کا اپنا حق عطا کرنا اور ظلم یعنی دوسروں کے حق کا پائمال کرنا اور دوسروں کے حقوق میں تصرف کرنا ہے۔

عدالت کے اصلی و حقیقی معنی عدالت بشری اجتماعی یہی تعریف ہے بشری قوانین میں جس عدالت کی رعایت ضروری و لازم ہے وہ یہی ہے اور افراد بشر کیلیے اس قسم کی عدالت کا محترم جاننا اور رعایت کرنا چاہیے۔

شہید مطہری فرماتے ہیں کہ :

قران کہ یہ آیت سورہ حدید ایت نمبر ۲۵ صراحت کے ساتھ لوگوں کے درمیان عدالت قائم کرنے پر دلالت کرتی ہے فرماتے ہیں کہ :

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح و روشن دلائل کے ساتھ بھیجا ہے میزان یعنی قوانین و عادلانہ مقررات کے ساتھ بھیجا ہے (لیقوم الناس بالقسط) تاکہ تمام بشر عدالت کے ساتھ زندگی کرے اور اصل عدالت لوگوں کے درمیان قائم ہو اسی لیے عدالت کا قیام تمام انبیاء و اوصیاء الہی کے اصلی ترین اہداف میں سے رہے ہیں۔۔

شہید مطہری رح نے بھی عدالت کی اہمیت کو سمجھتے ہوے اپنی گفتگو و تقریروں میں عدالت پر تاکید کی ہے۔ شہید مطہری کے افکار میں موجود اصلی ترین چیزوں میں سے ایک اہم چیز عدالت کا اجراء و نفاذ ہے۔

شہید مطہری فرماتے ہیں کہ: اسلام میں بحث عدالت کا اصل سرچشمہ خود قرآن ہے ضروری ہے کہ ہم اصلی عدالت کو خود قرآن مجید سے حاصل کریں اور مسلمانوں کے لیے عدالت کے بارے میں حساسیت و جستجو کی اصل علت قران ہے۔ اور قرآن ہی اسلامی معاشروں میں عدالت قائم کرنے کا مرکز ہے اسلامی معاشروں میں مسئلہ عدالت کا اصلی و اولین بنیاد خود قرآن مجید ہونا چاہیے جس میں تمام اصول وہدف اصلی اسلامی توحید سے لیکر معاد و نبوت سے لیکر امامت اور دوسرے انفرادی و اجتماعی اہداف سب کے سب عدل کے محور میں بیان ہوا ہے۔

اس کے بعد شہید مطہری نے عدالت کو دو قسم کیا ہے۔

۱-عدل تکوینی: یہ اس تعریف کے پہلے حصہ سے سمجھ میں اتی ہے وضع الشئ فی موضعہ

کائنات کی خلقت میں عدل

یعنی آسمانیں وزمینیں عدل کی اساس پر قائم ہیں۔ یعنی خدا نے کائنات میں موجود ہر چیز کو عدل کے ساتھ خلق فرمایا ہے اور اپنے اپنی مقررہ مقامات پر رکھا ہوا ہے۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ

اور روایت بھی ہے کہ

بالعدل قامت السموات والارض

یہ سب عدل تکوینی ہے۔۔

۲-عدل تشریعی : یہ تعریف کے دوسرے حصے سے سمجھ میں آتی ہے کہ

اعطاء کل ذی حق حقه سے

شہید مطہری فرماتے ہیں کہ عدل تشریعی یعنی نظام وضع و جعل و تشریع قوانین میں اصل عدل کی رعایت ہوا ہے۔

شہید یہاں ایک خوبصورت نکتہ بیان فرماتا ہے کہ

جب اللہ کے رسولوں کے بھیجنے کا ایک اصلی ہدف عدل ہے تو یہاں مراد یہی عدل تشریعی ہیں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ : بتحقیق ھم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔

یا

قل امر ربي بالقِسط

تو عدل تکوینی کا غایت وجودی عدل تشریعی ہے

بلکہ یوں کہیں کہ خود قران مجید نے عدل کو مختلف صورتوں میں یعنی تکوینی و تشریعی یا تبلیغی میں بیان کیا ہے۔

پس شہید مطہر رح باقی تقسیمات عدالت کو عدالت تشریعی کی اقسام شمار کرتے ہیں۔ جیسے

عدالت اقتصادی۔

خدا نے کوئی بھی مال کو رہا نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنا حق عدالت کے ساتھ عطا کیا ہے تقسیم میں عدالت ہوئی ہے لیکن اگر لوگوں کے درمیان بھی عدل برقرار ہو جائیں تو دنیا میں خاص, عام اور فقیر و مساکین سب کے سب لوگوں کی ہاتھوں سے بی نیاز ہوں گے ۔

عدالت اخلاقی :

تہذیب و اخلاق جن مسائل کو بہت اھمیت دی گئی ہے ان میں سے ایک عدالت ہے

افلاطون کہتے ہیں : جب انسان اپنی تمام قویٰ میں حد اعتدال و عدالت تک پہنچتا ہے تو وہ انسان سعادت مند ہے ۔

اقای نراقی فرماتے ہیں کہ کمال انسان و غایت انسان یہ ہے کہ وہ تمام صفات و افعال ظاھری و باطنیہ میں صفت عدالت و میانہ روی کرے ۔ ۔ عدالت، انسان کی مطلوبہ زندگی میں موثر ہے ۔

عدالت سیاسی : بھی عدالت کے اہم ترین اقسام میں سے ہے ۔

کسی شخص نے مولا امیر علیہ سلام سے *ان اللہ یامر بالعدل والاحسان * کے بارے میں پوچھا کہ عدل بہتر ہے یا جود و احسان ??

اس کے جواب میں فرمایا :

جود کسی چیز کو اپنی اصل مقام سے خارج کرنا ہے جبکہ عدل ھر چیز کو اپنے اصل مقام پر باقی رکھنا ہے

اگر انفرادی طور پر دیکھیں تو شاید جود بہتر ہو لیکن اگر اجتماعی پہلو اور معاشرتی لحاظ سے دیکھیں تو یقیناً عدل بہتر ہے ۔

شہید مطہری فرماتے ہیں :

اجتماعی و معاشرتی عنوان سے دیکھیں تو عدل کی حیثیت اس اجتماعی عمارت کے لیے ستون کی مانند ہے اور جود (احسان) اس معاشرے و اجتماع کی عمارت کے رنگ و زینت کی حیثیت رکھتا ہے ۔

پہلے اس بلڈنگ کے ستون کو محکم واستوار کریں پھر اس کے بعد زینت کی باری آتی ہے لیکن جس معاشرے میں عدل نہ ہو اور جود ہو تو گویا وہ معاشرہ ایسا ہے جس طرح ایک بلڈنگ کی بنیادو ستون خراب ہو اور فقط اوپر سے بیرونی زینت ہو۔ لیکن اگر اس کی بنیاد محکم واستوار ہو تو اس میں بغیر کسی رنگ وزینت کے بھی زندگی کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس ظاہر میں رنگ وزینت ہ۔ اور بنیاد و ستون محکم و مضبوط نہ ہو تو ایک ہی معمولی ہوا کے جھونکے یا ایک زوردار بارش کی وجہ سے وہ بلڈنگ اپنے اھل و عیال پر گرئے گی۔

لہذا ہمیں معاشرے کو مضبوط بنانے کے لیے اس کے ستون یعنی عدل قائم کرنا چاہیے تاکہ معاشرہ مضبوط طریقے سے استوار رہے تو باقی تمام چیزیں اسی عدل کے محور میں بہترین طریقہ سے انجام پایے گا۔

تحریر: محمد حسن غدیری

مسلمانوں کی پسماندگی کے عوامل شہید مرتضی مطہری کی نگاہ میں

اس بات میں کوئی شک کی گنجایش نہیں ہے کہ صدر اسلام میں مسلمانوں نے پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الٰہی و وحیانی تعلیمات کی روشنی میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جو انسانوں کی مادی و معنوی ترقی کا بہترین ضامن تھا نیز ان وضع کردہ اصولوں کو بنیاد بنا کر کوئی بھی معاشرہ ترقی کی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے شدید داخلی اختلافات کے باوجود علمی ترقی کا سفر امام جعفر صادق علیہ السلام جیسے بزرگان دین کے سائے میں جاری رکھا اور یہ سلسلہ قرون وسطی تک اپنے اوج تک پہنچا اور اس زمانے میں مسلم معاشرہ خوشحالی اور تمدن کا اعلی نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس کے بعد منظر اچانک بدل گیا گویا ایسا لگ رہا تھا کہ گیند مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر مغرب کے ہاتھوں میں چلا گیا ہو یوں مسلم معاشرہ پسماندگی اور فقر و افلاس کا نمونہ بننے لگا۔ بہت سارے مسلم دانشور اس بات پر انتہائی رنجیدہ نظر آتے ہیں۔ انہی شخصیات میں سے ایک شہید مرتضی مطہری ہے جو ہمیشہ مسلمانوں کی پسماندگی سے نالان تھے اور اس کے علل و اسباب کو سمجھنے اور سمجھانے میں کوشاں رہے۔

شہید کی نگاہ میں اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کتاب انسان و سرنوشت میں لکھتے ہیں :

"مجھے صحیح یاد نہیں ہے کہ کب سے مجھے اس مسئلے میں دلچسپی ہونی شروع ہوئی تھی لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بیس سال سے زیادہ عرصے سے اس مسئلے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا ہوا ہے اور اس کے بارے سوچ و بچار کر رہا ہوں یا اس سے متعلق چیزیں پڑھ رہا ہوں"۔

اس موضوع پر آپ نے سیر حاصل بحث کی ہے اور اس پر آپ کی مستقل تقریریں اور مقالات موجود ہیں جن میں آپ نے نہایت باریک بینی کے ساتھ اس مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ شہید بعض مفکرین کے اس فکر کو انتہائی سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں جن کے مطابق مسلمانوں کی انحطاط اور پسماندگی کی وجہ ان کا دین ہے بلکہ انہوں نے اس کی وجوہات کو بعض دیگر عوامل کو قرار دیا ہے۔

یہاں ہم مختصراً شہید مطہری کی جانب سے امت مسلمہ کی پسماندگی کے بارے میں بیان کیئے ہوئے بعض اسباب کی جانب اشارہ کریں گے۔

پہلی وجہ: آپ کی نگاہ میں پسماندگی اور انحطاط کی پہلی وجہ مسلمانوں کا اسلامی سیاسی نظام یعنی امامت سے دور ہونا ہے چونکہ مسلمانوں نے اس نظام کو چھوڑنے کے بعد خلافت کو اپنایا پھر خلافت ملوکیت میں بدل گئی یوں مسلمان ایک پائیدار سیاسی سسٹم سے محروم ہوگیا جو ایک خوشحال معاشرے کی تشکیل میں انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

دوسری وجہ: آپ کی نگاہ میں پسماندگی کی دوسری بنیادی وجہ تحجر گرائی ہے.جس کی ابتداء امیر المومنین علیہ السلام کے دور خلافت میں خارجیوں کی شکل میں نظر آیا اور آج کے دور میں القاعدہ، داعش اور طالبان وغیرہ اس فکر کی پیداوار ہیں جو اس جدید ترین دور میں مسلمانوں کی پسماندگی اور عقب ماندگی کا سبب بن رہے ہیں۔

تیسری وجہ: شہید انحراف اور دینی تعلیمات کی غلط تفسیر کو پسماندگی کی تیسری بنیادی وجہ قرار دیتے ہیں مثلا تقدیر و سرنوشت کی غلط تفسیر انسان کو ناکارہ بنا دیتا ہے۔

چوتھی وجہ: آپ کی نگاہ میں التقاط یعنی غیر اسلامی گمراہ کن نظریات وثقافتوں کا مسلمانوں میں رائج ہونا بھی پسماندگی کی وجوہات میں سے ایک ہے۔

پانچویں وجہ: مسلمانوں کو پسماندہ رکھنے میں استعمار کے کردار کو آپ ایک اہم ترین عامل کے طور پر دیکھتے ہیں اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ اسلامی فرقوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات ہیں جن کے پیچھے استعمار کا ہاتھ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے دوسری طرف سے اختلافات کسی معاشرے کی پسماندگی اور غربت کا بہت بڑا سبب ہے۔

تحریر: محمد علی شریعتی

شہید مرتضیٰ مطہری کی نظر میں حق اور باطل

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (اسراء، ۸۱)

اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی ہے۔

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ خلقت کائنات کے آغاز سے لیکر اب تک حق اور باطل کے درمیان جنگ و نبرد کا سلسلہ جاری ہے کیونکہ ہر دور میں فتنہ و فساد رہا ہے اسی وجہ سے بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں سب سے پہلا جو سوال ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل؟؟ حق اور باطل ایک دوسرے کی ضد ہے جس کا ایک ہی وقت میں ایک موضوع یا گروہ میں جمع ہونا محال ہے۔ اس کی شناخت در حقیقت واقعیت کو جعلی باتوں سے الگ کرنے کا نام ہے اکثر اوقات بعض مسائل میں انسان کے لئے بہت دشوار ہوتا جاتا ہے کہ کسی حتمی فیصلے پر پہنچے یا کوئی ایسی یقینی علامت تلاش کرے جس کے ذریعہ واقعیت کو وہم و جعل (حق کو باطل) سے جدا کر سکے اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ حق ہمیشہ سے درست، سودمند تکیہ گاہ ہوتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب اسے باطل کے ساتھ اسے ملا نہ دیا جائے۔

جیسا کہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ لَمْ يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِينَ وَ لَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنْ لَبْسِ الْبَاطِلِ انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ (نہج البلاغہ، خطبہ ۵۰)

«اگر باطل حق سے نہ مل جائے تو حق متلاشیوں کے لئے مخفی نہ رہے اور اگر حق، باطل سے جدا ہو جائے تو برے لوگوں کی زبان اس سے منقطع ہو جائے گی» اسی طرح باطل کے لئے بھی یہ بات مسلم ہے کہ وہ ہمیشہ سے نادرست، بے فائدہ، سرگرداں ہوتا ہے کیونکہ اس کا صرف ایک لبادہ نہیں ہوتا بلکہ اپنی بقاء کے لئے وہ خود کو حق کے سایہ میں چھپاتا ہے جبکہ اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے۔

چودھویں صدی کے فلسفی اور مفکر استاد شہید مرتضیٰ مطہری کہ جنھوں نے ۱۳۲۵ ہجری شمسی میں قلم کاری کا کام شروع کیا اور پھر اسے اپنی زندگی کے آخر تک جاری رکھا ان کی کتابیں عام فہم، موضوعات میں تنوع، وسعت اور معاشرے کی ضرورت کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے مختلف زبانوں میں مقبول واقع ہوئی ہیں۔ امام خمینی نے بغیر استثناء شہید کے تمام آثار کو مفید قرار دیا ہے۔ استاد مطہری جنھوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کی بقا اور ترویج کے لئے تلاش و کوشش کی، اسلام کی حقیقت کو دنیا کے سامنے آشکار کیا، دین کی طرف بڑھنے والے تحریفات کا ڈٹ کے مقابلہ کیا اور حق و باطل کی وضاحت کی۔ آپ کے مختلف عناوین پر بہترین کتابیں موجود ہیں ان میں سے ایک کتاب «نبرد حق و باطل» ہے جس میں آپ کائنات میں حق اور باطل کے وجود کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس جہاں کے مسائل میں ایک اہم ترین مسئلہ حق اور باطل کا مسئلہ ہے جسے کائنات، معاشرہ اور تاریخ سب میں مورد تحقیق قرار دیا گیا ہے اسی وجہ سے چند بنیادی سوالات حق اور باطل کے حوالے سے ہمارے ذہن میں ابھرتے ہیں مثلاً آیا کائنات کا نظام حق ہے یا باطل؟ آیا یہ نظام ایسا ہے جس میں ہر چیز اپنے صحیح مقام پر رکھی گئی ہو؟ اس جہاں میں موجود ہر شے بامقصد خلق کئے گئے ہیں یا بے مقصد؟؟؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ دین مبین اسلام کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے۔ اسلام، اور خاص طور پر ماہرینِ الٰہیات صراحت کے ساتھ کائنات کی تخلیق کو بر حق اور خیر و بھلائی کا باعث سمجھتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ نظامِ ہستی میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں، کوئی باطل یا نابودی نہیں ہے۔

اسلام کائنات کے وجود کو حق پر مبنی سمجھتا ہے یعنی درحقیقت اس جہان کی اصل حق ہے اگرچہ باطل سے بھی انکار نہیں کیا لیکن اسلام باطل کو اصل نہیں مانتا اسی طرح اسلام انسان کو محض آلہ کار نہیں سمجھتا بلکہ انسان کو خودمختار مانتا ہے اور انسان کی خلقت پاکیزہ فطرت پر ہوتی ہے لیکن انسان کے مختار ہونے کی وجہ سے بعض اوقات وہ اپنی فطری راستے سے ہٹ جاتا ہے اور اپنے احساسات کے غلبہ کی وجہ سے شیطانی راہ پر چل پڑتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں حق حقیقی جبکہ باطل غیر حقیقی ہے اور دونوں کے درمیان ہمیشہ سے جنگ اور جدال رہا ہے ایسا نہیں کہ باطل ہمیشہ غالب رہا ہو بلکہ جو چیز ہمیشہ سے ہے وہ حق ہی ہے اگرچہ بعض اوقات باطل بھی ظاہر ہوتا ہے۔

اس حوالے سے قرآنی شواہد مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم (فاتحہ، ۱) شروع اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

قرآن کی سب سے پہلی آیت اس بات پر گواہ ہے کہ اس کائنات میں رحمانیت اور رحیمیت کے سوا کوئی اور چیز نہیں۔ شر، نقص، عدم اور باطل اعتباری اور تبعی وجود کی حیثیت رکھتے ہیں کائنات میں حق غالب اور مستحکم ہے اور باطل شکست خوردہ اور فنا ہے۔ کل شیء ھالک الا وجھہ

۲۔ بَلۡ نَقۡذِفُ بِٱلۡحَقِّ عَلَى ٱلۡبَٰطِلِ فَيَدۡمَغُهُۥ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٞۚ وَلَكُمُ ٱلۡوَيۡلُ مِمَّا تَصِفُونَ (انبیاء، ۱۸)

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں پس حق، باطل کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے، تم جو باتیں بناتے ہو وہ تمہاری لئے باعث خرابی ہیں۔

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تخلیق کے بارے فرماتا ہے کہ اس کائنات کے نظام کی بنیاد حق پر ہے نہ کہ باطل پر کیونکہ ہم نے حق کو باطل پر مقدم قرار دیا ہے اور حق کے ہوتے ہوئے باطل کی کوئی گنجائش نہیں ہے ممکن ہے کبھی ایسا بھی ہو کہ باطل کو وقتی طور پر ظاہری فتح مل جائے لیکن حق اچانک ظاہر ہو کر باطل کو ختم کر دیتا ہے پھر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اول سے حق موجود تھا اور باطل کا وجود فنا ہونے والا ہے۔

۳۔ فَامَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ (رعد، ۱۷)

سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اس طرح اللہ صحیح اور غلط کی مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

استاد شہید مطہری کہتے ہیں :

اللہ تبارک و تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں خیر و برکت ہے وہ باقی اور شر و بدی فانی ہے اس آیت میں جو تمثیل بیان ہوئی ہے اس سے دو نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں :

پہلا نکتہ : حق کا اصلی اور باطل کا ظاہری ہونا کیونکہ جو شخص اصلیت کی نوعیت کو نہیں جانتا تو وہ صرف ظاہری چیز کو دیکھتا ہے ۔ یہاں باطل حق پر سوار ہو کر اسے ڈھانپ لیتا ہے یعنی معاشرے کی اکثریت ایسے انسانوں پر مشتمل ہے جن کی نیکی پر ان کی بدی غلبہ کر جاتی ہے درحالیکہ یہ بدی جہالت اور غفلت کی وجہ سے ہے پس انہیں برا اور تخریب کار نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کی فطرت پاکیزہ اور صالح ہے لیکن اگر معاشرے کی ظاہری شکل کو دیکھیں تو ہمیں ظلم ، جارحیت ، فریب اور ناپاکی نظر آتی ہے ۔

دوسرا نکتہ : باطل مفلوج جبکہ حق آزاد ہے ۔ جھاگ خود پانی پر نہیں چلتی بلکہ پانی کی قوت اسے حرکت دیتی ہے یعنی برائی اپنے مقاصد کے حصول کے لئے حق کی طاقت کو استعمال کرتا ہے بالکل اس طرح جیسے جھوٹ صداقت کو اپنی تلوار سے مارتا ہے یعنی سچائی کی طاقت کو استعمال کرتا ہے ۔

شہید مطہری کی نظر میں قرآنی یہ آیات اور ان میں موجود تمثیلات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اس کائنات کی اصل حق پر مبنی ہے اور باطل کے غلبہ کی وجہ سے حق چھپ جاتا ہے ، درحقیقت باطل اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے حق کا سہارا لیتا ہے ۔ پس ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ صحیح معنوں میں حق و باطل کو سمجھیں تاکہ دین میں موجود حقائق و واقعیت اور بطلانیت و وہمیات میں فرق کی شناخت حاصل کر سکیں ۔

منابع

۱ ۔ قرآن کریم

۲ ۔ نہج البلاغہ

۳ ۔ شہید مرتضیٰ مطہری ، نبرد حق و باطل ، انتشارات صدرا ، ۱۳۹۶

۴ ۔ شہید مرتضیٰ مطہری ، سیری در زندگانی استاد مطہری ، انتشارات صدرا ، ۱۳۸۶

تحریر : شگفتہ زہرا عابد شگری ایم فل اسکالر

اسلام میں خواتین، شہید مطہری کی نظر میں

مقدمہ

اسلام اور ایران کی تاریخ میں بہت سے ایسے علماء اور مفکرین گزرے ہیں جنہوں نے دین محمدی کی خالص فکر کو معاشرہ میں پیش کیا۔ اور خواتین بالخصوص مسلم خواتین کے مقام و حقوق کا دفاع کیا ہے۔ درحقیقت قدیم سے ہی انسانی معاشروں میں خواتین کا کردار، تاریخ میں علوم انسانی کے ماہرین کے درمیان ہمیشہ سے موضوع بحث رہا ہے اور ہر ایک اس حوالے سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہا ہے۔

قرآن متعدد آیات میں کہتا ہے کہ عورت کو مرد کی جنس سے ہی پیدا کیا گیا ہے۔

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (روئے زمین پر) پھیلا دیے اور اس اللہ کا خوف کرو۔

وہی تو ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ (انسان) اس سے سکون کرے۔ یعنی انسان کی تخلیق خواہ مرد ہو یا عورت ایک ہی طریقہ سے ہوئی ہے۔ خدا نے عورت (حوا) کو آدم جیسی جنس (پھول) سے پیدا کیا۔ آدم اور حوا ایک ہی ہیں، ان کی تخلیق مٹی سے ہے۔ دوسری آیات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ تخلیق میں مرد اور عورت برابر ہیں اور کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جاتا۔

شہید مطہری جو عالم اسلام اور بالخصوص مکتب اہل بیت کے عظیم مفکر اور فلسفی ہیں، آپ نے خواتین کے حقوق و مقام اور اس سلسلے میں شبہات کے بارے انتہائی دقیق گفتگو کی ہے۔ آپ کی کتاب *اسلام میں خواتین کے حقوق* میں اسلامی نکتہ نظر سے خواتین کے بارے میں مختلف زاویوں سے بحث کی ہے، جن میں جائیداد، حکومت، گھریلو حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن کریم،

دوسرے ادیان ومکاتب کے برعکس عورت کی فطرت اور تخلیق کا احترام کرتا ہے اور مرد اور عورت کے دوہرے پن کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔

مرد اور عورت، ایک منفرد سرشت کے مالک ہے۔

قرآن تمام انسانوں، نر و مادہ کو مشترک شخصیت اور فطرت کا حامل سمجھتا ہے، اور تخلیق میں ان کے اصلی خمیر کو ایک ہی مانتا ہے۔

فاقم وجهك الدين حنيفا فطرت الله التي فطر الناس عليها۔روم /۳۰

شہید مطہری کی تصانیف میں یہ فطرت (ایک خاص حالت اور ایک خاص قسم کی تخلیق) اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک خاص قسم کی مزاج کی ساخت و سمت ہے جو انسان اپنی تخلیق کے آغاز میں اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ فطرت، کسی عامل کے اثرانداز ہونے سے پہلے کی ہے جیسے کہ تعلیم، تاریخی، جعرافیایی واجتماعی وغیرہ.

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی داستان میں مرد اور عورت دونوں کے بارے بیان ہوا ہے کہ دونوں بہشت میں ایک ہی مقام و منزلت پر فائز تھے اور دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے نعمتوں سے بہرہ مند ہوا کرتے تھے. اسی طرح سے ہبوط، توبہ و مقام قرب الہی اور شیطان کے ہم سنگر کے برابر ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں. اس قرآنی قصہ سے روشن وواضح ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کی خلقت میں کوئی تفاوت اور فرق نہیں ہے۔. لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دیگر کتب آسمانی نے جو کہ تحریف کا شکار ہوئی ہے عورت کو مایہ گمراہی و ضلالت قرار دی ہے۔

استاد مطہری اس نظریہ پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ایک تحقیر آمیز نظریہ جو کہ گزشتہ تاریخ میں نظر آتے ہیں کہ عورت کو گناہ کا عنصر سمجھا جاتا تھا، عورت کو شر و فساد کی جڑ و چھوٹا شیطان سمجھتا تھا اور عورت کو مرد کے ہر جنایت و برائی میں شریک قرار دیتے تھے کہا کرتے تھے کہ مرد خود پاک و مبرا ہے۔ مگر عورت اس کو برائی کی طرف لے جاتی ہے.... قرآن مجید میں داستان حضرت آدم علیہ و حوا کو مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے لیکن کہیں پر بھی عورت کو گناہ کا وسیلہ کہہ کر یاد نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر شخص کو اپنے کیئے کا مسئول و ذمہ دار قرار دیا ہے۔.

نتیجہ

اسلام میں خواتین کے مقام کو ہمیشہ اسلام کے مخالف گروہوں کے ذریعے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے، جن میں بعض اوقات خواتین کے حقوق اور حیثیت کو حقوق نسواں کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ جدید دنیا میں رونما ہونے والے چیلنجز اور تبدیلیوں کے پیش نظر مسلم مفکرین نے ہمیشہ اسلام میں خواتین کے مقام کے مسئلے کو مختلف انداز میں دیکھا ہے۔ اس مضمون میں اسلام میں خواتین کے مقام کا شہید مطہری کے نقطہ نظر سے مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ کہ جس میں زن و مرد، دونوں خلقت میں برابر اور یکساں فطرت کے حامل ہیں۔ اسلام نے عورت کو جو حقوق، مقام، ذمہ داری دی ہے وہ ان کی فطرت کے مطابق ہیں، جبکہ اصل انسانیت، کمالات اور مقام میں دونوں کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں۔ بلکہ ایک ہی مقام کے حامل ہیں۔

حوالہ جات :

.١. مطہری، مرتضی، نظام حقوق زن در اسلام، انتشارات صدرا، قم، ٢٥.٢.

٢.بحث ہای استاد شہید در کتاب آشنائی با قرآن، ١/٣٥ و فطرت، ١٩.

.٣. مطہری، مرتضی، نظام حقوق زن در اسلام، ١١٦.

تحریر : کنول فاطمہ